ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا
البارى شيخ حيدر شمشيرى عفا الله عنه در مطبع قادرى مطبوع گرديد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی تنزہ ذاتہ عن سمات النقص و الزوال۔ و اتصف
بما یلیق بہ من صفات الکمال و نعوت الجلال۔ و الصلوۃ و السلام
علی محمد الذی دعا الثقلین الی تصحیح التوحید و اصلاح الاعمال
باقتدائہم بہ فی الاقوال و الافعال و علی آلہ و اصحابہ الذین
نجوا بتمسک سنتہ من الضلال و الاضلال اما بعد

اہل انصاف و ارباب اعتساف پر ظاہر ہو کہ جب یہہ زمانہ آخر ہے اسمین سوائے چند علامات کبریٰ
کے باقی سب علامتین قیامت کی ظاہر ہین دین مین ضعف آنا اور گمراہی غلبہ پانا۔ اور علمای سو کی فتنہ
انگیزی جہلا کی بے تمیزی۔ اور باطل والونکا اہل حقوق پر زور ہے۔ اور افترا او تہمتونکا شور۔ ایسی ہی
اور کئی باتونکا ہونا ضرور ہے سو ہر اہل باطل اپنے اپنے مذہب باطل کی ترویج کا ساعی ہے۔ اور ہر ایک اپنے
پیر و استاد و آبا و اجداد کی تقلید پر قائم۔ خصوصاً وجود یہ کہ جہلا آپکے ملحدان بیباک ہین۔ کما مفسدان اسلام کے
بزعم خود مخالف شرع کے دل چرا رہے ہین۔ قرآن و حدیث کے مضمون کے معنی او اہل سنت معتقد اسلام کے مومن تعلیق کے بہلنے

تاریکیان ہی کا استعمال کرتے ہین ۔ اسلیے یہ بدعتی میان اہل سنت کا استعمال کرنیکے بزرگون کی زلات کو سند گردانتے ہین ۔
باقی اکابر دین کے سندی اقوال کو نہین مانتے ۔ آپ تقلید نادرست کے بیمار ہین ۔ دوسرے اہل تحقیق کے
تحقیقات پر حرف دہرتے ہین ۔ شرح شریف کے مخالفونکو اولیاء اللہ کہتے ہین ۔ انکے قول کا رد با سند کرنے
والے حاسدین ہین کا سطحیان اور قشریان اور منکر اولیاء نام رکہتے ہین ◌ این چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم ◌ اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان ◌ طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم
اپنے عوام کو ٹہکانے کہ ہماری باتین اولیاء اللہ کا کام ہے ۔ انکو سمجہنا اہل کشف و الہام کا کام ہے ۔ بزعم
شاہ عبد العزیز صاحب وغیرہ کے زلات کا آسرا لیتے ہین ۔ باقی اکابر دین کے سندی اقوال کو برباد دیتے
غرض ان دنون ایک رسالہ موسوم بہ ہدیہ بیضا اس عاصی خیرخواہ اکابر و اصاغر عبد القادر ابن قاضی شیخ احمد
غفر اللہ لہما کو نظر آیا ۔ اسکو فریبی گفتگو اور جہوٹے بناوٹون سے بہرا پایا ۔ عوام کے متاع ایمان کا
دام ہے ۔ کم علمونکو شبہ مین ڈالنے کا سرانجام ۔ مولف اسکے مولوی عبد الحی صاحب نے اسمین اپنا
بڑا زور دکہلایا ہے ۔ اور تکلیفات و تاویلات بارد سے حق کو باطل اور باطل کو حق کر بتلایا ہے ۔ پس خیرخواہی
مومنان اس عاصی کا دامن گیر ہوئی اور کشان کشان اس بات پر لائی ۔ کہ انکے مکر و فریب کا حال بیان کر دون
اور انکے تکلفات اور تاویلات کی جڑ اکہاڑ دون ۔ تا عوام انکے بیہودہ جال مین نہ پڑین ۔ اور انکے ہاتہ مین
نہ پہنسین ۔ اب یہان انکے رد کی طرف بحول اللہ و قوتہ رجوع ہوتا ہون ۔ اور تخم خیرخواہی مومنین اس
مزرعۂ قرطاس مین بوتا ہون ۔ تا اہل انصاف اسکے ثمرات سے بہرہ ور ہون ۔ اور حق و باطل سے
باخبر ۔ اگرچہ ہمکو اس رسالے کی رد کی طرف رجوع ہونیکی چندان حاجت نہ تہی کیونکہ ہمنے رسالہ صمصام الاسلام
مین وجودیہ بت کو عین خدا اور بت پرستی کہتے ہین سو پہلے انکی معتبر کتابون کی عبارت سے ثابت
کرکے پہر اس پر چار معتبر بزرگون کی گواہی گذرانی ہے اسطرح پر کہ خصم کو جائے چون و چرا باقی
نہیں ۔ اسیطرح اسی رسالے مین وجودیہ اہل سنت کے ساتہ کلمے کے معنے مین مخالفت رکہتے ہین اور

رسالے جو تمکو ملا کر ایک لغشہ ہی کہتے ہین سو ہمنے مولوی شاہ سید محی الدین صاحب کی غایۃ التحقیق کی عبارت سے
تبلا بآیات قرآنیہ و نصوص صریحہ اسکا رد کر چکا ہون اور میر محی الدین صاحب جو مولوی عبد الحی صاحب کے پیر ہین بیانی ہین
ایسا ہی فرق باطل سے انکی نور عرفان الحق مین اثبات وحدۃ الوجود کیئے تھے سو ہمنے تائید الدین مین اسکی
دھجیان اوڑا دی ہے اور اس مین وحدتیا ثابت کیا فلاسفہ اور مخالف عقائد انبیاء اللہ ہین سو ہمنے باسناد صحیحہ
ثابت کر دیا ہے سو مولوی عبد الحی صاحب کا اس مین کچھ چل نسکا سو دوسری طرف گریز کر سکے ہرزہ گوئی کی ہے سو
اسکا جواب دینا ہمین کچھ ضرور نتھا لیکن کم علمونکو شبہ آنیکے خوف سے اسکا بھی تھوڑا رد کر کے
تبلاتا ہون **قولہ** اما بعد مخفی نرہے کہ اندنون بعضے متعصبان بیباک و خود پسندان ضعیف الادراک کہ جنکو صوفیہ
صافیہ کے علم مین کچھ دخل نہین اور انکے حقایق و دقایق سمجھنے کی عقل نہین ہے علم التصوف کسی استاد
عارف سے پڑھے ہین نہ کسی مرشد محقق سے سنے تھوڑی عبارت خوانی کا سلیقہ آتے ہی یہانتک قدم
بڑھاے اور دامن پہیلاے کہ بلا استاد صوفیہ کے کتابون کا مطالعہ کرین اور اپنی اٹکل سے انکے
رموزات و اشارات پر انگشت اعتراض دین **جواب** یہ طعن اس زمانے کے حامیان عقاید
اہل سنت پر صادق نہین آتا کیونکہ متعصب اسکو کہتے ہین کہ ایک مذہب یا ایک طریقہ کو یا اپنے
پیر و استاد کے باتون کے تقلید کو آپ پر لازم کر لیکے انکے ناحق باتون کی بیجا تاویلین سے
تائید کرے اور اسکے دوسرے جانب مین حق بات ہو تو بھی اسکو قبول نکرے یہ بات تو بفضلہ تعالے
ہمارے مین نہین اسی سبب سے ہم متعصبین فقہا وغیرہم کی تعصب کی بات نہین مانتے اور شاہ
عبد العزیز صاحب دہلوی کے ساتھ اگرچہ ہمکو طریقے کی نسبت ہے باین انکے زلات کو جو وحدۃ الوجود
وغیرہ مین ان سے سرزد ہوئین ہین قبول نہین کرتے ملا علی قاری وغیرہ کے ساتھ ہمکو گرچہ
یہ نسبت نہین ہے پر انکی سندی باتون کو جو وحدۃ الوجود وغیرہ کے رد مین ہین قبول
مانتے ہین کیونکہ ہم حق بات جو یان ہین نہ پیرو استاد کے مخالف باتونکے سبب گویان برخلاف

تمہارے گروہ نے پیر و استاد وغیرہ کہ جن سے تم محبت رکھتے ہو ان فضا باطل باتوں کی تائید جان بوجھ کے کرتے
ہو۔ اسکی حقانیت کا دم بھرتے ہو اور اس معتقد میں خدا کا کچھ بھی نہیں ڈرتے۔ ورنہ ہمارے ساتھ بحث کرکے اپنی حقانیت
کیوں ثابت نہیں کرتے۔ اور کیا سبب بھاگ پھرتے ہو۔ پس تم ہی متعصبان بیباک ہو اور مکاران
چالاک۔ اسیطرح خود پسند بھی تم ہی ہو جو اپنی شرعی ناپسند بات کو پسند کرے اور اہل شرع کے نزدیک
اعتراضات بیجا کے مورد ٹھہرے۔ اور ضعیف الادراک بھی وہی ہے کہ عقلاً اتنا بھی نہ سمجھ سکے یا صحیح ضعیف کو نہ پائے
اور حق و باطل کو انہیں جدا کرے اور دلیل مطابق مدلول و غیر مطابق میں تمیز نہ کرے بسبب کم علمی
یا سوء فہمی کے سو یہ دونوں باتیں بھی تم وجودیہ میں جیسا چاہیئے ویسا موجود ہیں سو جابجا تمہارے رسالوں کے
ناظرین انصاف آئین پر ظاہر ہے بلکہ ایسا ہی بوقت مقابلہ ہمارا اور تمہارا ادراک و حوصلہ حاضرین
پر ہویدا ہوگا اپنی بات دوسروں پر ڈالنی بہت نازیبا ہے اور بیٹ بیچارہ ۵ ہاتھوں مہندی باندھ
مہندی :: اپنی الجھی اوروں دیندی :: اور ان وجودیہ کو صوفیہ صافیہ سمجھے محض فریب عوام ناشناس
غلط ہے صوفیہ صافیہ اور ہیں یہ وجودیہ اور چور۔ ان باتوں کے چند موتیاں جڑ لیکے اس سلسلے
میں اپنی باطل باتوں کو پرا جبکا چوک میں دغا سے بیچتے ہیں۔ اور مکر کے باتوں سے خریداروں کو اپنے
طرف کھینچتے ورنہ یہ وجودیہ صوفیہ فلاسفہ ہیں جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ نے اپنے رسالہ تشنیف النار
میں فرمایا کیسا ہی تصوف اہل سنت اور ہے اسکا موضوع جدا اور وجودیہ کا اپنا تصوف اور ہے
اسکا موضوع جدا۔ تصوف اہل سنت کا موضوع تزکیہ نفس و تصفیہ اخلاق ہے جیسا کہ شیخ الاسلام
زکریا انصاری نے شرح رسالہ قشیریہ میں فرمایا اور وجودیہ کے تصوف کا موضوع ذات حق تعالی ہے من حیث
الظہور والبطون جیسا کہ مصنف حقیقۃ محمدیہ نے کہا اور جواہر الحقائق میں بھی ایسا ہی ہے۔ وجودیہ نے اپنے
زندقے کا نام تصوف کا اسلئے رکھا تا عوام کو اسکے نام سے فریب دیں علامہ سعد الدین تفتازانی نے
رسالہ فضیحۃ الملحدین میں فرمایا و یلقبون الزندقة بتسمیتها بعلم التصوف یعنی یہ

برخود یہ چکہا نے ہین آپ زندقی کو اسکا نام علم تصوف کہکر انہی لیپا اس زندقی کو استاد عارف سے پڑہتا کیا
مزوما ور مرشد محقق سے تحقیق کرنیکی کیا حاجت تہا۔ تہوڑی سی عبارت خوانی کا سلیقہ آتے ہی یہان تک
قدم بڑہایا جو کبہی یہ باتین تمہارے منہہ سے نکلنے کی نہ تہی تم نے اپنے حوصلے اور سلیقے پر نظر نکی بتہارا علم
کسقدر ہے سو بہت سے لوگ پر ظاہر ہو رہا ہے تمکو تہوڑی شعر گوئی آنیکے سبب چند کتابین تفسیر تحقیق
کے تصنیف کرکے چہپوائی اسپر تمہارے بعض بہلے لوگون نے جہوٹی تعریف کی سو تم نے اسپر پہول کے
اپنے علم وحوصلے کو بہول گئے بہلا آؤ ہمنے جدہر قدم بڑہایا اگر زور رکہتے ہو تو ادہر سے اسکو ہٹا ہے
اور ہماری انگشت اعتراض اپنی بزرگون پر سے اٹہائے ٥ دبلے تیلون سے نہین یہہ بات
بن آئیگی بزغلبہ رستم یہ کبہی زال نہین پائیگی۔ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا
النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ **قوله** فصوص وفتوحات وکتابین ہین
کہ بڑے بڑے متکلمین متوسطات جنکے سمجہنے مین حیران وسرگردان ہین **جواب** جب بڑے بڑے
متکلمین تو ان کتابون کے مطالب نہایت کو پہنچکر انکے خلاف شرع باتون کا انکار وتوہین
کئے کر ان باتون کے معتقدون کو سوائے بیجا غوغا کرنے اور سطمیان اور قشریان بولنے کے کچہ چارہ
باقی نرہا اگر گروہ متکلمین ان کتابون کے سمجہنے مین حیران وسرگردان رہتے تو انکار وتوہین ان سے
کس طرح ہو سکتا۔ اور شیخ عبدالحق دہلوی کا قصہ جو لکہے کہ انہون نے فتوحات خرید کرنے اپنی پیر شیخ علی
متقی سے اجازت چاہی تو اجازت اس شرط سے دی کہ اسکے مشکل مقامات مین راہ تسلیم اختیار کرے اس قصے
کے صحت مین نظر ہے کیونکہ اس سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ فتوحات کے مخالفات شرعیہ کو نہین
پر تفویض کرین۔ اور ان پر انگشت اعتراض نہ دہرین یہہ بات صاف بیجا ہے کیونکہ حدیث صحیح مین
من رای منکم منکرا فلیغیره بیده وان لم یستطع فبلسانه
الحدیث سوا اور مسلم کے خلاف ہے اور مخالف قاعدہ کلیہ اہل سنت ومشائخ طریقت ہے

مشایخ طریقت کے اقوال و افعال کے رد و قبول کا بیان

چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ کی پہلی جلد کے نوین باب مین مشایخ طریقت کے اقوال و افعال کے
رد و قبول کے باب مین اس قاعدہ کو بیان کیا ہے ضابطہ درین باب آن است کہ ہر چہ بیقین مخالف مقتضائے علم و
حکم شریعت باشد انکار آن واجب و ہر چہ در آن شبہہ بود توقف در آن لازم و اگر قائل و فاعل آن مردی است
کہ امام است در علم و عمل و مستقیم است در تقوی و ورع تاویل و توجیہ قول وی لایق و اگر مصلحت شرعی
در رد آن بود تا باعث ضلال و اضلال ناقصان نگردد رد جایز و باید دانست کہ عصمت خاصہ انبیا
است و خطا بر ہر کہ جز ایشان است جایز می آرند کہ معاذ ابن جبل کہ از علمای صحابہ و عقلای ایشان بود
در وقت رحلت خود میگفت رد و انکار کنید بر ہر کہ خلاف دین و شریعت گوید کائنا من کان ہر چہ
گوید و ہر کہ باشد واللہ الموافق انتہی ترجمہ ضابطہ اس باب مین وہ یہ ہے کہ جو بات کہ مقتضائے علم شریعت
اور اسکے حکم کے بے شبہ مخالف ہو اسپر انکار کرنا واجب ہے اور جو بات کہ اس مین شبہہ ہو اس مین
توقف کرنا لازم ہے یعنے نہ اسکو قبول کرین و نہ اس پر انکار کرین اور اگر قائل اس بات کا
یا فاعل اس کام کا کہ جسمین شبہہ ہے ایسا مرد ہو کہ علم و عمل مین امام ہے اور تقوی و پرہیزگاری
مین مستقیم تاویل و توجیہ اسکے ایسے قول کی کرنی لایق ہے اور اگر مصلحت شرعی ایسی بات کے
بھی رد مین نظر آوے تا ناقصون کی گمراہی اور گمراہ کرنیکا سبب نہو اسکا رد بھی جایز اور جاننا
چاہیے کہ خطا سے بچے رہنا انبیا علیہم السلام کیلئے خاص ہے ہم جو انکے سوا ہین ان پر خطا جایز ہے
روایت ہے معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے جو صحابہ کے علما و عقلا سے تھے انہون نے رحلت کے وقت فرمایا رد و انکار
کیجیو اس شخص کا جو دین اور شریعت کے خلاف کہتا ہے وہ بات کیسی بھی ہو اور وہ شخص کوئی بھی ہو
اللہ ہی توفیق دینے والا انتہی ای مومنو اس قاعدہ کو خوب یاد رکھو تا تم ملحدون کی فریبی باتون مین
نہ پھسلوگے اور بھی شیخ عبدالحق دہلوی نے تکمیل الایمان مین اس قصے مذکور کے برخلاف نصوص قرآنیہ کے
وہ قول کو کہ ایک فرعون کو مومن ہو کر مرا کہا سو دوسرا کافرون کو عذاب ہوی قرآن سے ثابت نہین

ہوناکہا سو کا بدلایل قرآنیہ رد کر چکے ہین پہر راہ تسلیم اختیار کی سو کہان اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے
مالا بد منہ مین فرمایا وقول ہر کسکہ سر موازقول وفعل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مخالفت داشتہ باشد آنرا
رد باید کرد انتہی یعنے کسی کا قول ہو ایک سر مو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل سے مخالفت رکہتا
ہو تو اسکا رد ضرور کیا چاہئے انتہی سر مو خلاف کا رد واجب ہو تو پہر جو موٹے موٹے مخالف باتوں کو دیکہنا
اور انکو حق سمجہنا اور اونکی تائید کرنی سو اگمراہی کے اور کیا ہے اور ملا علی قاری محدث شرح سے اپنے
رسالہ رد وجودیہ مین علما علی بن ابی العز حنفی کے شرح عقاید طحاوی سے نقل کی و اما قول
بعض الجہلة ان الفقراء المسلم الیہم حالہم فکلام باطل بل الواجب عرض
افعالہم علی الشریعة المحمدیة وعلی الکتاب و السنة النبویة فما
وافقہا قبل وما خالفہا ورد انتہی - یعنے وہ جو بعض جہلا کہا کرتے ہین کہ
فقرائے صوفیہ کے حال کو انہین پر سونپا چاہئے سو یہ بات باطل ہے بلکہ واجب ہے کہ ان کے اقوال و
افعال کو شریعت محمدیہ اور قرآن شریف وحدیث سے مقابلہ کر دیکہین پہر جو بات ان کے موافق ہو
اسکو قبول کرین اور گرنہ اسکا رد کرین انتہی پس ان اقوال مذکورہ سے عبد الحی صاحب کی مکر کی ٹٹی
ٹوٹ گئی اور ان امواج تلاطم سے ان کی بناوٹ کی کشتی پہوٹ گئی **قولہ** یہان بہادرونکی
بہادری دیکہو کہ فصوص وفتوحات مین اپنی عقل کے گہوڑ دوڑاتے ہین **جواب** ان الجہ
عقل یونانی کے گہوڑے دوڑتے ہین تب کہین فریب شیطانی کے سر پر خاک اڑاتے ہین
قولہ اور خیالی لشکر سے لڑتے ہین **جواب** خیالی لشکر سے لڑانا تمہارے پیشوایون کا پیشہ ہے
نہ ہمارا طریقہ ۔ ذات باریتعالے کے لئے تنزلات ثابت کرنا اور اسکے چہ مراتب ٹہرانا اور
ہر مرتبے کے کئی نام اور احکام جدا جدا مقرر کرنا ایسا ہی عقل کل و نفس کل و طبیعت کل و جسم کل
جو ہر ہیک کے قائل رہنا اور عقل کل کو جسم کل کا دادا اور نفس کل کو جسم کل کی دادی و طبیعت کل کو

جسم کل کا باپ چہ ہوا کو جسم کل کی ماں ٹھہرانا اور عقل کا موجد و مربی اسم بدیع کو ٹھہرانا اور اسیکو حرف ہمزہ کا
موجد کہنا ایسا ہی نفس کل کا موجد اسم باعث کو کہنا الی غیر ذلک من الہذیانات خیالی شگوفے اڑانا
وہمی خانہ بگڑانا نہیں تو اور کیا ہے نہ قرآن حدیث اور صحابہ وغیرہم جو سلف صالح ہین ان اقوال کے
صحیح اسناد کے ساتھ ان مذکور اقوال کو ثابت کر دین قوله تعالى قل هل عندكم من علم
فتخرجوه لنا ان تتبعون الا الظن و ان انتم الا تخرصون **قوله** اسقدر نہین
سوجھے کہ اہل حرفہ مین سنہار کو لوہار کے اور لوہار کو سنہار کے آلات و اوزار مین، درزی کو موچی
کے اور موچی کو درزی کے کاروبار مین دخل دینا نہین پہنچتا نہین اگر کوئی دخل دیگا احمق و نادان کہلائیگا
پس عوام کو عرفاء کرام و اولیاء عظام کے نکات اور اشارات اور حالات و مقامات مین دخل دینا اور
اونکے اصطلاحات و مرادات نہ جانکے اپنی اصطلاحات و مزخرفات سے انکی مراد یہی ہے کہنا اور اضلال و ابطال
کا حکم کرنا کب پہنچیگا بلکہ ایسی حرکت ذمیم ارباب عقل سلیم کے نزدیک محض سفاہت اور نری جہالت
ٹھہر سکتی **جواب** یہہ بات جہلاء کالانعام کا دام ہوسکے گی نہ عقلاء ذوی الافہام کا بلکہ عقلا
کی نزدیک اس مثال سے پوری پوری درزی جناب عبد الحی صاحب کی ثابت ہوتی ہے کیونکہ لوہار کے
آلات و اوزار سے سنہار کو اور موچی کے کاروبار سے درزی کو کیا علاقہ اور ان دین و دنیا کا کیا
خلل برخلاف اقوال وجود یہ کہ وہی ہمارے دین کے صاف معارض ہین قرآن و حدیث اور عقاید اہل سنت
کے ساتھ ٹکراتے ہین پس اس بات کو لوہار سنہار موچی درزی کے کاروبار و آلات و اوزار کی
مثال دینی کسقدر جہالت و سفاہت ہے سو عقلمند پر پوشیدہ نہین اور بھی جاننے کہ اہل حرفہ مین درزی
ہو یا موچی یا اور کوئی انکے کام بھلے اور برے کو ہر عاقل پا سکتا ہے اور اس پر حرف دھر سکتا
ہے مثلاً کسی نے کسی درزی سے جبہ سلوایا اور اس نے اس کی چاک پیٹ کے جانب کہدی تو صاحب جبہ
پوچھ سکتا ہے کہ تو نے کیون جبہ کو بگاڑ ڈالا پشت کی جانب اسکی چاک رکھی اگر وہ درزی

اسکے جواب مین کہیے تم کو ہمارے کارہ و بار مین کیا دخل اور ہمارے سالات واوزارکی آپکو کیا پہچانت جو ہمارے سے جیسے پر حرف دہرتے ہین وہ ورزی نادان محض ٹہریگا اور سوالی جبکہ ہمین کہا سیکہ پیر مزدوری نہ پائیگا ویساہی کسی نے موچی جوتا بنوایا تو اسنے اسکو بگاڑکر جوتا سلوانے والے کو کہے کہ تم کو ہمارے کارہ و بار مین کیا دخل تم تو موچی نہو پہر ہمارے کام پر حرف دہرنا تمہاری نادانی ہے پس ایسا موچی آپ ہی نادان ٹہریگا وہی جوتا اسپر اڑیگا اور وہ جو کہے ہیں عوام کو عرفا کرام واولیائے عظام کے نکات میں الی آخرہ اگر مراد یہان عوام سے یہی عوام جو بالکل بےعلم یا کچھ ہندی فارسی پڑہنے والے ہین تو تم عقلمندونکے پاس بڑا نادان ٹہروگے کیونکہ سب عوام انکے کتابین پڑہ بہی نہین سکتے سو کس طرح انکے اصطلاحات واشارات سے مراد یہی ہے کہہ سکین گے واگر مراد عوام سے محدثین وفقہا ومتکلمین ہین جیسا امام تقی الدین سبکی اور حافظ الحدیث امام شمس الدین ذہبی اور علامہ جزری اور امام سراج الدین بلقینی اور امام ابن حجر عسقلانی اور علامہ سعد الدین تفتازانی اور علامہ شرف الدین ابن المقری یمنی اور ملا علی قاری محدث اور قاضی عضد الدین وغیرہم کہ جن کی گنتی طوالت چاہتی ہے اور یہی لوگ انکے اصطلاحات واشارات سے انکی مراد کو سمجھکر انکا رد کرسکتے ہین پس ان بزرگون کی طرف سفاہت وجہالت کی نسبت کرنی بڑی بےادبی کی بات ہے ان بزرگوارونکے ساتہہ اور محض تعصب سبحان اللہ ایسے علما اعلام وپیشوایان اہل اسلام آپکے پاس عوام۔ فالم واللہ کو ایک جاودانے بتون کی پرستش کو خدا کی عبادت سمجہنے والا اور خدا کو تمہارا بولنا جائز نہین کہنے والے اور خاتم الانبیا انکے فیض لیتے ہین تو ولے موسی اور ابراہیم اور دوسرے انبیا علیہم السلام کی خطا ثابت کرنیوالے فرعون کو مومن پاک سمجہنے والے اور انکے تابعان عرفا کرام واولیا عظام ہوگئے ع اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان ۞ طوق زرین ہمہ در گردن خرمی بینم ۞ مولوی عبد الحی صاحب کے قول مین مراد عوام سے یہی مذکور بزرگان ہین تو انہونے پر اپنی اصطلاح

وجود یہ ہین کے مجتہدین او محدثین ومتکلمین کو عوام سمجھتے اور انکو بد کہتے ہو اور آپ کیو عرفا سمجھتے ہین نادانی کا بیان

وجوہات سے انکی مراد یہی کہتے ہین کہ یہ سو صاف دلالت کرتا ہے کیونکہ جناب اصطلاحات وہی مذکور بزرگان
واشال ہم تے نہ ہم مثل دوسرے عوام ۔ اور بہی آن کے مرشد نے اپنی جواہر خمسہ مین صفحے کے حاشیے
اصطلاحات کاشی سے نقل کی العامة هم الذين اقتصروا علمهم على الشريعة و
يسمى علماء الرسوم انتهى یعنے عوام وہی لوگ ہین کہ جنہون نے اپنے علم کو شریعت پ
ٹہرار کہا اور انکو علمائے رسوم بہی کہتے ہین یہ بات بہی یہی مذکور بزرگون کو عوام ٹہرانے پر صاف دلالت
کرتی ہے کیونکہ بے بزرگون نے اپنے علم کو شریعت پر ٹہرار کہا اور شریعت کے پرے نگئے قرآن و حدیث
و اجماع و قیاس مجتہدین کے سوا دوسری باتون کو قبول نکئے پس یے لوگ وجودیے کے پاس از جملہ عوام
ہین اور انکی نظرون مین حقیر شاید یہی سبب ہے کہ عبد الحی صاحب کے بہر بہائی مولوی حنیف صاحب نے
پاس عاصی کو وحدة الوجود کے مقدمے مین ایک خط لکہے تہے سو اس مین ہے تمہارے ملا خذے
مین یہہ ہے وہ ہے اور یہ درجون کے شرک سے پاک ہے سو موحد کیا آسکتا ہے بحوله و قوته
تمہارے قاری اور سعد الدین اور زبیدی جو اخفی من دبیب النمل کے مضمون سے واقف نہین
تہے ہوتے تو مقابلہ نکر سکتے تمہارا کیا وجود ہے اسکو مبالغہ نہ سمجھو و فوق کل ذی علم علیم کے
مضمون کو سمجھو علیم سمجھ والے کو کہتے ہین نہ زبان دان کو انشاء اللہ تعالی حضرت وجود
کے مبحث اور ان دوسرے کتب مین جو آپنے بے سمجہیان اور غلطیان واقع ہوے
مین مبتلا تا ہون انتہی یہہ حقیر اسکو دیکھ کر حیرت مین تہا کہ ملا علی قاری محدث محقق حنفیہ
اور علامہ سعد الدین تفتازانی کہ جن کے تصنیفات درسی کتابون مین داخل ہین اور ا
مجدد کے محدث مبتحر فرد انکو محقق اور امام المتاخرین کر کے فرماتے ہین جیسے کو صاحب غایة التحقیق مین
ہے ایسے بزرگون کا نام آپنے تحقیر سے لئے اور انکی جنابون مین ایسی گستاخی کی سو کیا سبب ہوگا
سو تو ظاہر ہوا کہ وجودیہ ساری اہل سنت کے دشمن ہین ائمہ اربعہ اور اونکے اتباع کو علمائے ظاہر اور

قشریان بلکہ ان کو مشرک اور کافر کہتے ہین یہہ بات ہمارے رسالے صمصام الاسلام اور تبیین التقلید
وغیرہما کے مطالعہ کرنیوالون پر بخوبی ظاہر ہوگی پس عبدالحی صاحب اپنے پیشوایان وجودیہ کی تقلید سے ان بزرگان
مذکور کو عوام مین داخل کرتے ہین اور بے سمجھ ظاہر الہین اور جاہل وسفیہ کہین تو کیا عجب ولیس ھذا
اول قارورۃ کسرت فی الاسلام و اگر مراد عوام سے حاجی الحرمین مولوی اسمعیل و مولوی عبدالقادر
مولوی قادر بادشاہ صاحب وغیرہما ہین تو یہہ احتمال بعید ہے تو بھی سنیئے کیونکہ مولوی اسمعیل مذکور عبدالحی صاحب
سے علم مین زیادہ تھے سو مشہور ہے پھر وہ عوام مین اور یہہ صاحب خواص مین کسطرح داخل ہوگئے اور
مولوی قادر بادشاہ صاحب مولوی منیف صاحب عبدالحی صاحب سے علم مین کئی درجہ بڑہکر ہین جنگو [illegible] کے
قاضی وارڈ کی مسجد مین جمعہ کے روز سب جماعت کے روبرو وحدۃ الوجود کے باب مین ایسا تنگ کیئے
کہ مولوی منیف صاحب لاجواب ہوکر غصہ سے کچہہ بکتے ہوئے چلا گئے یہہ قصہ خود ان کے پیر بہائی میر
محی الدین صاحب ویلوری بھی اپنے رسالہ نور العرفان الحق کے شروع مین ذکر کئے ہے دیکہہ لو اور یہہ فقیر
نے مولوی عبدالحی صاحب کے مرشد مولوی رشید محی الدین صاحب کے غایۃ التحقیق کا رد اخراج الزیغ
بدلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ ایسا لکہا ہے کہ دیکہنے پر اسکا حال معلوم ہوگا اور رسالہ صمصام الاسلام
اطراف واکناف مین بہت حد تک بلکہ ہندوستان تک گیا وہان کے علما بھی اسکو پسند کیئے
سو خطوط سے ظاہر ہوا اور کسی وجودی کی مقدور نہین کہ اسکا جواب باصواب دیسکے اور خود
مولوی عبدالحی صاحب اس عاصی سے مسئلہ مذکورہ مین مباحثہ نکرسککر مدراس سے ویلور طرف
نکل گئے سو اسکا قصہ پورا میر عبدالقادر صاحب کے اشتہار سے لوگون پر ظاہر ہوچکا ہے و نیا بہی
بجلور مین گیا تو صاحبون شیخ کے متصل مسئلہ مذکور کی بحث منہہ موہکے چلا گئے سو [illegible] کے محلے
والے وغیرہم کو معلوم ہے تمشکے آگے و انصاری مین مسجد کے عاجز ہوگئے سو وہ انصاری والے
اور بیلیم [illegible] دعوت کو آئے تھے سو صاحبون کو خوب معلوم ہے اگرچہ عبداس جھوٹی

بنامش کر کے کچھ لکھکر چھپوائے اور سائینی غلطیون کی مدت سے اس مین مبتلا ہوگئے لیکن آنکھون دیکھے ہو لوگ اسکو
کیونکر باور کرینگے اور خود عبد الحی صاحب نے اسوقت ایک خط صلح کے پیام کا لکھے تھے سو اس عاصی کے پاس
موجود ہے باوجود ان باتون کے گویا آپ خاص و دیگر عام مین سر کا لکھنا کب لایق تھا **قولہ** سند
العلماء الاولیا مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی نے تحفۂ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین کہ شیعہ کے اتہامات
و خرافات سے ایک یہہ بھی ہے کہ خوارج کے جو بد عقیدہ ہین ان کو اہل سنت کی طرف منسوب کر دیتے
ہین حالانکہ اہل سنت اس سے پاک ہین انتہیٰ **اقول** ایسا ہی وجودیہ بھی اپنے بد اعتقاد
کو اہل سنت کے پیشوایون کی طرف منسوب کرتے ہین امام محمد غزالی اور حضرت محبوب سبحانی اور
شیخ الاسلام ابو اسمعیل انصاری صاحب منازل السائرین وغیرہم کو بلکہ صوفیہ متقدمین جیسے حضرت جنید
بغدادی وغیرہ کو بلکہ ابن عباس کو بھی قائلان وحدۃ الوجود مین محسوب کرتے ہین حاشا وکلا
دامن اعتقاد ان بزرگوارونکا اس گرد الحاد سے بہت پاک ہے اور گریبان اس مسئلہ کا ان کے
اقوال کے ہاتھون چاک ہے جنے بطلان اس نسبت کا اخراج العزیق رد نہایۃ التحقیق وغیرہ مین
مفصل بیان کیا ہے ملا علی قاری محدث اپنے رد وجودیہ مین شیخ الاسلام ابو اسمعیل انصاری کو وجودیہ
نے وحدۃ الوجود کے قائلون مین شمار کئے تھے سو اسکا رد کر کے فرماتے ہین و ھذا دأب اھل الباطل

فانھم یروجون مذھبھم بانتسابہ الی بعض اھل الحق عند الجھال

من لا تمییز لہ بین الاقوال انتھی ترجمہ یہہ عادت ہے اہل باطل کی کہ انہون
نے رواج دیتے ہین اپنے مذہب کو جاہلون کے پاس کہ جنکو باتون مین حق و ناحق کی تمیز نہین
منسوب کرنے سے اس مذہب کی طرف بعض اہل حق کے انتہی۔ سچ ہے اگر وجودیہ ایسا نکرتے
اور کشف والہام کا آسرا نہ لیتے تو اس طرح کے انکی باطل باتین اسلام مین کس طرح رواج پاتین
عوام بلکہ بعض خواص بھی اس مین کہ ہیکو مبتلا ہے **قولہ** وحدۃ الوجود کے منکرونکا بھی یہی

حال ہے کہ ملاحدہ وجودیہ کے اعتقادات اور ہذیانات کو اپنی جہالت سے محققین وجودیہ کی طرف لگا دیتے ہین اور اس مسئلے مین ملحد اور موحد کا فرق نکر کے سب کو ایک ہی لکڑی سے ہانکتے ہین

جواب ملاحدہ وجودیہ کے اعتقادات اور ہذیانات کو رد کر ہوئے اور منکران وحدة الوجود او گادہی محدثین و فقہا و متکلمین وغیرہم ہین جو فرقہ آگے مذکور ہوتے ہین بزرگون نے ابن عربی کی فتوحات و فصوص سے اور اسکے تابعون کی کتابون سے اقوال مخالف شرع کو نکال کے انکا رد بدلائل قویہ کیئے اور انہین کو ملاحدہ وجودیہ کہے پس یہ بزرگون نے ان ملاحدہ باتون کو موحد وجودیہ کی طرف کہان جہالت سے لگائی ہے وجودیہ بزرگون کی طرف جہالت کی نسبت کرنی اور ان پر افترا کرنا یہہ خود جہالت ہی اور سب بے ادبی وہ بزرگون نے ملحدون کی وحدة الوجود کو جو سراسر کفر ہی رد کرتے ہین نہ دوسرے وحدة الوجود کو کہ جسمین عینیت وغیرہ کے کفریات نہین ہم اول ملحدی وحدة الوجود کو جو وہی معروف و مشہور ہے اور ہر منکر و مقر کے زبان پر ہے کو بیان کر کے بعدہ دوسرا وحدة الوجود جو موحدین کا ہے اور ایک ثلث سے متروک بلکہ کالمعدوم ہے بیان کرتے ہین غیاث اللغات مین لکہتا ہے

وحدة الوجود باصطلاح متصوفین ہمہ موجودات را یک وجود حق سبحانہ و تعالی دانستن و وجود ماسوا

محض اعتبارات شمردن چنانچہ موج و حباب و گرداب و قطرہ و ژالہ ہمہ را یک آب پنداشتن انتہی یعنے وحدة الوجود کا معنی اصطلاح مین متصوفہ کے سارے عالم کو ایک وجود حق سبحانہ و تعالی کا جاننا اور وجود ماسوا کو محض اعتبارات سمجہنا ہے جیسا کہ موج و حباب اور گرداب اور قطرہ اور ژالہ سبکو ایک ہی پانی سمجہتے ہین انتہی - یہہ معنا انکی اصطلاح کا ہی پس یہ وجودیہ کے پاس عالم و اللہ کی مثال ایسی ہی جیسا دریا کا پانی اور اسکے موج و حباب پس جیسے موج و حباب اور دریا حقیقت مین ایک ہی پانی ہے ویسا ہی عالم و اللہ حقیقت مین ایک ہی ہین اسمد وجودیہ کا معتبر رسالہ جو تحفة المرسلہ ہے اسمین بھی ایساہی عالم و اللہ

ملحدی وحدة الوجود اور ملاحدہ وجودیہ جو ابن عربی اور اسکے اتباع ہین اسکا بیان -

کی مثال دریا اور اسکے موج وحباب کی دی ہے اور بھی کہا ہے اما من حیث الحقیقه
فالکل هو الحق سبحانه وتعالی یعنے حقیقت کے روسے سب موجودات یعنی سارا عالم وہی
اللہ کا ہے انتہی یا نعوذ باللہ منہا اور بعد اسکے سید محی الدین صاحب اپنی جواہر ستر پانچوین
صفحے مین وحدة الوجود کے بیان مین لکھے ہین رسالہ جام جہان نما و شرح آن و دیگر بزرگان در مثل
وحدة الوجود میگویند که زید یکی است و اورا اعضا تا بیشمار و دیگر مظاہر بسیار از قوی و اعضا اند
و این مجموع وجود زید است و کثرت این مجموع وحدت وجود زید را متغیر نمیگرداند و موجب کثرت
وجود زید نبود ہمچنان حق سبحانه یکی است و اورا اعضا تا بیشمار و دیگر مظاہر بسیار از مخلوقات
ملکوتی و ناسوتی اند و این مجموع وجود حق است و کثرت این مجموع وحدت وجود حق را متغیر
نمیگرداند و موجب کثرت وجود حق نبود و بے کلام در آن است که مجموع موجودات اشیا وجود واحد
حق است بدلیل قوله تعالی هو الاول والآخر والظاهر والباطن انتہی یعنی جام جہان نما اور اسکے
شارحین اور دوسرے بزرگان وجودیه وحدت وجود کے تمثیل مین کہتے ہین که جیسا زید ایک ہے
اور اسکے معلومات اور مظاہر یعنے اسکے قوی اور اعضے بہت سے ہین یہ سب ملکر ایک
وجود زید کا ہے اور کثرت اسکے اعضے وغیرہ کی زید کے ایک پن کو تغیر نہین دیتی اور اس سے
بہت زید نہین بن جاتے اسی طرح حق سبحانه ایک ہی اور اسکو معلومات اور مظاہر جو مخلوقات ملکوتی
اور ناسوتی یعنے عالم ارواح و اجسام ہین بہت ہین اور یه سب ملکر ایک وجود اللہ کا ہی اور
کثرت ان کی ایک پن کو وجود حق کے تغیر نہین دیتی اور اس سے خدا کے بہت وجود نہین
ہو جاتے کیونکہ ہم کہتے ہین کہ سارے وجود اشیا کے ملکر ایک وجود خدا کا ہے دلیل قوله تعالی سے جو
هو الاول والآخر والظاهر والباطن ہے انتہی اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ وجودیه جیسا ایک شخص
زید نام اسکے سارے اعضے و اجزا کو ملاکر ایک زید کہتے ہین ویسا ہی سارے عالم کے وجود کو ملاکر

ایک خدا کہتے ہین اور دریا کی تمثیل سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے جیسا موج و حباب و قطرہ سب ملکر
ایک دریا ہے ویسا ہی انکے نزدیک سارے عالم کے اجزا ملکر ایک خدا ہے اور جیسے موج و حباب و قطرہ
کی حقیقت کی طرف نظر کرکے اسکو بھی دریا ہی کا پانی اور دریا سمجھتے ہین ویسا ہی یہ لوگ
عالم کے اجزا کو حقیقت کی رو سے خدا کی ذات اور خدا ہی کہتے ہین۔ مولوی شفیع الدین اپنی جواب
او رسالہ التحقیق میں شاہ کمال الدین صاحب کی غزل کا سوائے اکثر ابیات اس بات پر دلالت
کرتے ہین ۵ وحدت مطلق مین لیکجا ن سمجھ ہیچ دبک۔ جو عالم واللہ ہے ایک سب سو ہے
وہ سو سب ہ ظاہر و باطن وہی واجب ممکن وہی ہ کافر و مومن بر و حرم صنم اب ۶ مولوی الیٰ حسن
ان ابیات کی حقانیت ثابت کرنے دست و پا چلائے اور جامہ حرمت و ناموس کو پارہ کئے اس
بیت بیجا سکے ناحق جہالت کا ٹوکرا اپنے سر لئے وہ جو کہے کہ ان بیچارون کو خبر نہین کہ اس
بیت مین لفظ لیک کسلئے آیا ہے لیک لیکن کا مخفف ہے اور لیکن استدراک سکے واسطے
آتا ہے یعنے کلام سابق سے جو توہم ہوتا ہے اسکو دفع کرنیکے لئے پس اس بیت مین لفظ لیک
آنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے ماقبل کے بیتون کا مضمون جدا ہے مگر دین فقط عوام کو
بہکانے کے لئے اسی بیت کو دستاویز کرکے اگلے بیتین چھوڑ دیتے ہین جیسے لاتقربوا
الصلوٰۃ لیتے ہین اور وانتم سکاری کو چھوڑ دیتے ہین الیٰ آخرہ اجی مولوی صاحب اس
تقریر مین تمہاری کیا نجات ہے اور تمہارے پیرون کی کیا برات تم سکے موافق اسکے ماقبل
کے ابیات ۵ صوفیہ یاد رکھہ قاعدۂ کلیہ ہ خلق نہو جا حق عبد نہو جا رب ہ عطر کو کہنا
شراب آب کو کہنا سراب ہ خوب کو کہنا خراب کذب ہے اب ادب ہ گر تو حقیقی معنی
عالم و حق مین ثبوت ہ ورنہ حقایق سکے ہیچ لاف مگر مذہب ہ کا مضمون بہت ظاہر
جدا ہے اس کلام سے عالم و اللہ مین غیریت حقیقی اور جدائی کا توہم ناشی ہوتا

ہو وہ اس کے مذہب کے خلاف ہے سو اسکے دفع کے واسطے لفظ لیک لایا یعنے کہتا ہے کہ خلق حق
نہیں ہو جاتے اور عبد رب نہیں ہوتا اور دوسری باتیں جو کہا تعینات سے ہے لیکن مطلق وحدت
طرف نظر کر دیکھو تو ظاہر و باطن واجب و ممکن کافر و مومن اور دیر و حرم سب ہی ایک خدا ہے کیونکہ
وہی ایک ذات مطلق افراد عالم کے صورتوں سے مقید ہوئی وہی بیچون برنگ چون ظاہر ہوا
جیسا کہ عین کا کسی نے کہا ہے ع دریا موج گوناگون برآمد * زبیچونی برنگ چون برآمد * پس ہی
ایک ذات کو تعینات و تقییدات کے سبب سے عالم اور ممکن کہتے ہیں مطلق ذات کے لحاظ سے واجب
اور خدا کہتے ہیں توجیہ وجودیہ کے تقریر کے مطابق ہے پس جز ان ابیات کی برائی ثابت کی سوائے
معنی مذکورہ کے لحاظ سے ہی پس عبد الحی صاحب کا وہ غوغا محض بیجا ٹھیرا — اور عطر کو شراب و آب کو
سراب اور خوب کو خراب کہنا کذب ہے کہا سو اسکا مطلب یہ رکھا کہ وجودیہ کے بیان ظاہر ذات
جو افراد عالم میں ہر ایک مظہر کا حکم علیحدہ اور نام جدا ہے آب ایک مظہر جدا ہے اور سراب
ایک مظہر جدا جیسا آسمان ایک مظہر جدا ہے اور زمین ایک مظہر جدا اسکا نام اور حکم علیحدہ
اور اسکا نام اور حکم علیحدہ زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین کہنا یا عطر کو شراب اور آب کو
سراب کہنا جھوٹھ ہے غلط ہے اگرچہ مطلق ذات کے نظر کرتے سب ایک ہیں جیسا کہ زید مثلاً اسکے
جو اسکے ہاتھ پاؤن وغیرہ میں ہر ایک کا نام علیحدہ اور حکم جدا ہے ہاتھ کو پاؤن اور پاؤن کو سر کہنا
غلط ہے جھوٹھ ہے اگرچہ یہ سب ایک جسم زید کے ہیں — اور وہ جو عبد رب نہیں ہوتا اور خلق حق
نہیں ہوتے کہا سو اس سے مراد یہ ہے کہ وجودیہ کے نزدیک پانچ مراتب ذات کے ہیں — پہلا مرتبہ
لاتعین ہے اس مرتبہ کو مرتبہ احدیت بھی کہتے ہیں سوا اسکے اور کئی نام ہیں — دوسرا
مرتبہ تعین اول ہے اس مرتبے کے بھی کئی نام ہیں اسکو مرتبہ وحدت بھی کہتے ہیں —
تیسرا مرتبہ تعین ثانی ہے اسکے بھی کئی نام ہیں اسکو واحدیت بھی کہتے ہیں — تینوں مراتب ان کے نزدیک

قدیم ہین تقدیم وتاخیر کہ ان مرتبون کے عقلی مانتے ہین نہ زمانی سو ان تینون مرتبونکو واجب اور رب کہتے
ہین چوتھا مرتبہ عالم ارواح پانچوان مرتبہ عالم مثال چھٹوان مرتبہ عالم اجسام ان تینون مرتبونکو عالم
اور حادث اور ممکن نام رکھتے ہین اور ہر ایک ؎ مرتبہ کا حکم جدا جدا ہے کہتے ہین جیسا کہ انہین سے کسی ایک
نے کہا ہے ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ٭ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ٭ پس وے کہتے ہین کہ اوپر کے تین
مرتبے قدیم اور واجب ہین سو نیچے کے تین مرتبے جو حادث اور ممکن ہین نہین ہوجاتے جیسے نیچے تین
مرتبے نیچے کے اوپر کے مراتب نہین ہوتے اگرچہ بحسب وجود و بحسب ذات ایک ہین جیسا کہ زید کا سر پاؤن
نہین ہوتا اور پاؤن سر نہین ہوتا اگرچہ بحسب جسم و ذات ایک ہین اس تحقیقات سے ظاہر ہوا کہ خود
ایک ذات نے کئی مراتب آپ وہم و خیال سے ثابت کرکے بعض مرتبونکا نام قدیم رکھتے اور خدا کہتے اور
بعض مرتبونکو حادث نام رکھتے اور اسکو عالم کہتے ہین اور بحسب وجود و ذات عالم و اللہ کو ایک سمجھتے
ہین کافر و مومن ظاہر و باطن پاک و ناپاک سب وہی ہے کہتے ہین سب کو اسی ذات کے مظاہر یعنی صورتین
سمجھتے ہین نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ اس بات پر دلالت کرنیوالے اونکی نظم و نثر کے بہت عبارتین
ہین اب مین بطور نمونہ انہین سے چند اقوال انکے بتلاتا ہون تا مخالف و عوام فریبی کی جگہ
باقی نرہے عبد الحی صاحب کے دادا پیر یا خلیفہ محمد جمال الدین جمالی نے کہا ہے ؎ کیا کہون تجھ سے تو کون تہا
جو تو ظاہر ہو گیا ٭ رب تہا در گنج مخفی بیان پیمبر ہو گیا ٭ خود ہی آدم خود ہی گندم خود بخود
در بہشت ڈالیسکر آپ لغزش آپ باہر ہو گیا ٭ اور صاحب ؎ لمعات نے جو درمیان اہل
اور ابن عربی کے ایک ہی واسطہ ہے کہا ؎ چون ہمہ ہست در حقیقت عالم ہمہ ہستم پنہان منند در دو عالم
از انم پدید نیست ٭ انکا محقق ملا جامی نے اپنے مصرع کی شرح مین کہا ہم من حیث الحقیقۃ و ہم من حیث
الوجود و من حیث اتحاد الظاہر بالمظہر یعنی کہتا ہے کہ مصنف نے خدا کی طرف نسبت کرکے جو
کہا کہ سارے عالم مین جو کچھ ہے سو مین ہی ہون یعنی مین ہی ہون یہ حقیقت کے رو سے بھی سب ہی خدا ہے

؎ اور مولوی صاحب
جامع مرسلہ ... ناموں سے بیان
ابن عربی کے ... کرکے
دادرست کردہ ... مرتبہ
شایت کردہ اند ... جدا
ہر مرتبہ را جدا کردہ است
انتہی ۱۲

؎ ... خود ابن عربی
فتوحات مین سبحان من
اظہر الاشیاء ... عینہا
کہا یعنی ... پاک ہے
ظاہر کیا ... عین
عین آن ... ثابت
ذلک ...
... ۱۲

اور وجود کے رو سے بھی سب وہی ہے یا ظاہر و مظہر دونو ایک ہین اسکے جہت سے بھی سب وہی ہی اور مصرع
ثانی کے شرح مین کہا زیرا کہ تثلیث تقاضا میکند مغایرت و اثنینیت را ولا غیر فی الوجود انتہی
یعنے خدا کا مانند دونو عالم مین نرہنے کا سبب یہہ ہے کہ ایک مانند ہونیکے لئے مغایرت اور اثنینیت
یعنے دو کا ہونا ضرور ہے خدا کا غیر تو کوئی نہین پس خدا کا مانند بھی کوئی نہین۔ اور پانچوین صفحے
مین کہا ؎ در ہر آئینہ روی دیگرگون ؛ می نماید جمال او ہر دم ؛ گہ برآید بصورت حوا ؛
گہ برآید بصورت آدم ؛ اور نسخہ چہارم مین کہا غیرت معشوقی آن اقتضا کرد کہ عاشق غیر او بادوست
نماند و بغیر او محتاج نشود لاجرم خود را مین اشیا کرد تا ہر چہ بادوست دارد و بہر چہ محتاج شود
او بود انتہی اس قول سے بے لوگ بتونکی عبادت کو خدا کی عبادت کہتے ہین سو بات بھی ثابت
ہوتی ہی اور نسخہ یازدہم مین کہا ؎ صیاد ہمو صید ہمو دانہ ہمو ؛ ساقی و حریف و می و پیمانہ
مشاطہ ہمو زلف ہمو شانہ ہمو ؛ شمع و لگن و آتش و پروانہ ہمو ؛ اور مولانا روم نے کہا ؎ خود کوزہ
خود کوزہ گر و خود گل کوزہ ؛ خود رند سبو کش ؛ خود از رہ بازار خریدار برآمد ؛ بشکست روان شد
ہندو ننگے گیانیونکا بھی یہی عقیدہ ہے جیسا کہ ایک نے انہین کہا ؎ توہی ٹہلیا توہی ٹہیا تو
ہی بسیو کہیا رے ؛ توہی مٹہ مین لیوں آوے کارن تو رہنیا رے ؛ پس جو بات کہ ائمہ دین یعنی مجتہدین
محدثین و فقہا و متکلمین کے اعتقاد کے مخالف اور ہندوؤن کے عقاید کے موافق ہو اسکے معتقد ملاحدہ نہون
تو اور کیا ہو گئے غیریت اعتباری کے قایل رہنے سے ملحد ہی نہین نکلتے غیریت اعتباری کا اعتقاد
عینیت حقیقی کے قائلون کو کافر بنانے سے مانع نہین غیریت اعتباری وہمی کا کیا اعتبار اعتبار
حقیقت کو ہے پس جب حقیقت کے رو سے بندہ اور خدا اور عالم و اللہ دونون ایک مین کہتے ہون
تو وہمی غیریت ثابت کر نہین سکتا فائدہ رشید کمال الدین صاحب نے حقیقی دوئی کو جو کہا اسکا وجود ہی کے
مغیر سمجھا رد کرتے ہین اور خود اسکے اگلے پچھلے باتونکے بھی خلاف مین ہی اور ملاحدہ فقط عینیت کے قائل ہین

کر کہتے ہین سو محض غلط ہی بلکہ ہر جاہل ملحد بھی یہی کہتا ہی ۵ ازروے تعین ہمہ غیر اند نہ مین وحدۃ وجودی

حقیقت ہمہ عین اند نہ غیر و اور مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی کو عینیت و غیریت کذائی کے قائلین
عبد الحی صاحب ثنا کرتے ہین سو یا انکا مکر ہے یا انکی کم علمی و سوء فہمی کا سبب انکے الطاف القدس کی عبارت سے
یہہ بات ہرگز ثابت نہین ہوتی کس لئے کہ اسمین غلطی ہمہ اوست گویونکی ثابت کی ہی اور عبدیت اور
ربوبیت کے لوازم مین بڑا فرق ہے سو نظر کرکے پہر متحیر رہنے کی نسبت بھی اسی قوم کی طرف کی کیونکہ
مرجع گویند اور بیند اور مانند کے ضمایر کا وہی قوم ہمہ اوست گویان ہین نہ غیر اگر عبد الحی صاحب کہے
سر کلیسے ملحدون نے ہمہ اوست کے فقرے سے بجمیع وجوہ عینیت سمجھتے ہین غلطی او نظاہر ہین لوگ انکے
مقابلہ مین بجمیع وجوہ غیریت ثابت کرتے ہین سو لغزش بیان کرنا اور ان ہر دو فریق کو قاصر عقل والے
کہنا اور ایک وجہ سے عینیت اور ایک وجہ سے غیریت ثابت کرنے والون کو عقل سلیم والے فرمانا
اس عبارت سے انکا مقصود ہو تو اسمین کئی قباحتین لازم آتے ہین پہلی یہہ کہ نسبت متحیر رہنے کی
مجمل مین عینیت کے قائلون کی طرف ہی سو تفصیل مین غیریت کے قائلون کی طرف ہونا لازم آتا ہے
یہہ تو تناقض ظاہر البطلان ہے۔ دوسری یہہ کہ انسان کے نوع انسان کے شامل ہی ہر شے کو ہذا ربّ
وہذا حقّ وذاک خالق وغیرہ کہنا بلاشک صحیح ہونا ضروری ہے جیسا کہ ہر فرد کو انسان کے جو زید و عمرو
بکر وغیرہم ہین ہذا انسان وذاک انسان کہنا بلاشک صحیح ہی معاذ اللہ یہہ تو ملحد عود اللہ کا
اعتقاد ہی نہ سو معد ولی اللہ کا ارشاد تیسری یہہ کہ مجتہدان ظاہر جو چارون امام وغیرہم ہین اور
وے عالم و اللہ مین عینیت من وجہ غیریت من وجہ کی نسبت کے قائل نہین بلکہ عالم کا وجود علیحدہ اور
اللہ کا وجود علیحدہ سب کہتے ہین جیسا کہ تمہارے مرشد نے غایۃ التحقیق مین انکے سوا اعتقاد کی
ضروری و سارے تمہارے سب کے موافق شاہ ولی اللہ دہلوی کی عبارت سے قاصر عقل والے ٹھہرتے
ہین معاذ اللہ ویسا ہی سارے شہود یہ جیسے شیخ علاء الدولہ سمنانی اور انکے اتباع

اور امام ربانی اور انکے اتباع قدس سرہم بھی قاصر علم و عمل والے ٹھہرتے ہین کیونکہ انکو سوا مجتہدین متکلمین کے نہ ملحدین مین داخل کر سکتے ہو ورنہ وجودیہ مین ویسا ہی صحابہ ما و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اس باب مین سوا متکلمین مجتہدین مین داخل کرنیکے ملحدین یا وجودیہ مین داخل کرنیکی تمکو طاقت نہین کیونکہ یہ مجتہدین صحابہ اور تابعین کے ساتھہ عمل و اعتقاد مین مخالف نتھے سو سب کو معلوم اسلیے کہ یہ مجتہدین بعض خود تابعین سے تھے اور بعض اتباع تابعین یا ا نکے شاگرد و نسے تھے برخلاف وجودیہ کے یا نسو برس گذرنیکے بعد انکا وجود نامحمود اسلام مین نمود ہوا جیسا کہ خود تمہارے مرشد نے غایۃ التحقیق مین شاہ عبد العزیز صاحب کے مکتوب سے نقل کیے سو اُسکے سہو ثانی کے بیان مین اہل وجدان مین ایک قوم وجود عالم کو مبدأ المبادی زعم کیے اور اسی معرفت مین الا لہام ٹھہرے رہے فرمائے انکے حق مین یہ کہے و ندانستند کہ ؎ ہنوز ایوان استغنا بلند است

وہر کہ مقدمۂ قیصری را بہ بیند این مذہب را روشن تر بداند منشاء این غلط وقوف است بر وجود عالم الی آخرہ لکھے سو کیا سبب قیصری وجودیہ کا امام ہے پھر اسکے طرف اس غلطی کی نسبت ہو تو تم وجودیہ کی طرف ہوئی یا نہین پھر بعد اسکے فرمائے و بیند اشتن ہمون یک وجود است کہ باختلاف اعتبارات مختلف شدہ باعتبار تعلق بحقایق شتی وجود عام است و باعتبار صرافت ذات بحت منشاء این اشتباہ عدم تفرقہ است درمیان نسبتی کہ حقایق شتی را با وجود عام بود و نسبتی کہ وجود عام را با مبدأ المبادی بود انتہی جسکی خلاصہ بیان ایک ہی وجود باعتبار تعلق بحقایق شتی وجود عام و باعتبار صرافت ذات بحت ہے کہنا سمجھا ہے تمہارے پیشواؤن کے کتابون سے جیسے جامی وغیرہ ہین انشاء اللہ ہم بتلا سکینگے۔ پھر بعد اسکے آخری جماعت کہ جنکا وجدان تجلی اعظم کے ساتھہ پیوستہ ہے دو نو نسبت کا انکار کیے اور انکو کنایۃً نیا مذہب لیے پسندیدہ ٹھہرائے اسکو کیا کہوگے۔ آجی عبد الحی صاحب انصاف یا تو نکالی نظر لیکے شبہ سے زعم جب منکر ہین

نے اپنے رسالہ مین الطاف القدس کی عبارت سے خیانت کر کے مصنف کے خلاف مقصود ایک ہی فقرہ
عوام کو دہوکا دینے کے لئے لا یا ہے اس لئے ہمکو لازم ہوا کہ عینیت اور غیریت مین مولانا شاہ ولی اللہ کا
مشرب اور منکرون کی خیانت صاف ظاہر کر دین الغرض کر کے لکہنا بڑی نادانی اور اس کتاب کے
معتقد رہنا صاف بے دینی ہے بلکہ وہ حضرت تو خدا تعالے کو فرد واحد ہر کہے اور عینیت کے قائلون کی
صاف تکفیر کئے جیسا کہ مولوی حسین قنوجی نے ضوء النبراس مین مولانا مذکور کے تفہیمات سے یہ عبارت
نقل کی ثم نبتت فرقة خبيثة وهي التي تزعم ان الله عين العالم و العالم
عين الله و انه ليس هناك حساب و لا عذاب و الذي هو متحقق عندنا
ان نحكم بان الله فرد و احد موجود يرضى و يسخط يعفو و يواخذ
واجب يقتضيه جبلة الانسان و فطرته فمن قصر في هذه
العقيدة فهو زنديق كافر انتهى ماحاصل معنا یہ کہ مولانا فرماتے ہین
پہر پیدا ہوا ایک پلید فرقہ اس فرقے والونکا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالے عالم کا عین ہے، اور عالم
اللہ کا عین اور قیامت مین نہ حساب ہے ونہ عذاب ہم اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ بیشک اللہ
تعالے ایک فرد واحد ہے موجود، وہ واجب الوجود نیکی سے راضی بدی سے ناخوش ہوتا ہے اور
بندونکی تقصیر نکو معاف بھی کرتا ہے اور پکڑ لیتا ہے اور انسان کی جبلت اور فطرت بھی اسی بات
کو اقتضا کرتی ہے بس جسنے اس عقیدہ مین قصوری کی سو وہ زندیق ہے کافر ہے انتہی اللہ تعالے
کو فرد واحد اور موجود اور واجب الوجود ہی کا قید اسکو مطلق اور فرع اور کلی ٹہرانے سے احتراز
کرنیکے واسطے ہے پس اس قول مین خدا تعالے کی عینیت کسی وجہ بھی ہرگز ثابت نہین ہو سکتی اور
اس اعتقاد والونکی صاف تکفیر ثابت ہو چکی اگر کوئی کہے وجودیہ تو حساب اور عذاب قیامت کے قائل ہین
اگرچہ عذاب ابدی کے قائل نہین پس مولانا کا یہ فرمان انکے حق مین کسطرح صحیح ہوگا جواب

اسکا یہہ ہے کہ یون فرمائے سو انکے اعتقاد کے نظر کرتے ہوگا کیونکہ انکے پاس عالم واللہ حقیقت کے رو سے باہم دیگر
عین ہون تو پھر حساب و کتاب و عذاب و عقاب کا ثابت کرنا بے معنا اور محض نادانی ہی کیونکہ حقیقت کے
رو سے آپ ہی اپنا حساب لینا اور آپکو آپ ہی عذاب کرنا ہوتا ہی یہہ بات خدائی کی شان سے
بہت دور ہے اور یہہ بھی ممکن ہی کہ بعض وجودیہ اس اعتراض پر نظر کرتے اپنے اعتقاد کے موافق جو
عالم واللہ کو حقیقت کے رو سے ایک سمجھتے ہین وہان حساب و عذاب نہین کرکے لکھے ہونگے سو مولانا
اسکو دیکھکے ایسا فرمائے پس مولانا کے اس قول پر کچھہ اعتراض نرہا یہہ جو بیان ہوا املا۔
اعتقاد تھا آپ موحد وجودیہ کا اعتقاد تھوڑا بیان ہوتا ہی جاننا چاہئے کہ موحد وجودیہ بھی ایک ہی
وجود کے قائل ہین لیکن انکے اور انکے اعتقاد و مراد مین آسمان و زمین کا فرق ہی موحد وجودیہ کہتے
ہین کہ وجود حقیقی و ذاتی و وجود مستقل ایک ہی ہے وہ وجود خدا ہی وجود عالم کا وجود حقیقی و مستقل نہین کیونکہ
حقیقت عالم کی عدم ہے پس وجود اسکا عاریتی ٹھہرا پس جب خدا تعالی اپنے دیے وجود کو آپ
لیتے ہین تو عالم عدم ہو جاتا ہے عزیز پس جسکا اول و آخر عدم ہو اسکے وجود چند روزہ و مستعار کو
وجود نہین سمجھتے اسکو حکم مین عدم کے گنتے ہین مقابلے مین وجود باری کے قال قائلھم
الوجود بین العدمین کالطہر بین الدمین یعنے وجود کہ درمیان دو
عدم کے ہے مانند اس طہر کے ہے جو درمیان دو خون کے ہوتا ہے یعنے جیسا فقہا طہر متخلل کو جو
درمیان دو خون کے ہوتا ہے حیض مین شمار کرتے ہین ویسا ہی عرفا عالم کے وجود کو جو درمیان
دو عدم کے ہے عدم ہی مین گنتے ہین۔ اور خود مولوی صاحب دہلوی نے اس وحدۃ الوجود کو بھی
اپنی جواہر کے اسی پر تینون صفحے مین لکھے ہین در نزد بعضی مراد از وحدت وجود آنکہ عدم و
وجود ہر دو متقابل اند چہ عدم را عدم الوجود گویند و وجود را عدم العدم و وجود دو گونہ است
یکی وجود حقیقی کہ وجود وے از ذات وے بود و خود بخود موجود باشد او را بفارسی خدا گویند یعنی خود آئندہ

خود بخود موجود شوند مگر وجود غیر حقیقی که وجود وے از غیر وی بود و در حد ذات خود معدوم باشد و چیزیکه
از غیر بود عاریتی است که بذات وے قوام ندارد و اگر چه حیثیت ذات اعتبار کنند و ملاحظه نمایند عدم محض
باشد و وجودیکه بوی منسوب است از حیثیت نسبت بغیر است ؎ چیزیکه وجود او بخود نیست ؛ هستیش
نهادن از خرد نیست ؛ چنانچه انسان بجامه و اسب و زین عاریتی توانگر نمی شود و توانگر کسی است
که مالک این اشیا بود و بعاریت و هر گاه خواهد داده را باز ستاند باین معنی لیس فی الوجود
الا الله و الله موجود و لا سواه و کل شیء هالک الا وجهه راست
و درست آید اهل ظاهر که نظر بحقیقت نمی گمارند گویند که وقتی از اوقات هالک شونده است و هر کرا
نظر بر حقیقت است میداند و حکم میکند که در حد ذات خود هالک است ازلاً و ابداً کذا فی رسالة النور
للشیخ عبد الحق دهلوی و در بوستان ؎ ره عقل جز پیچ بر پیچ نیست ؛ بر عارفان جز خدا هیچ نیست
توان گفت این با حقایق شناس ؛ ولی خورده گیرند اهل قیاس ؛ که پس آسمان و زمین چیستند
بنی آدم و دام و دد کیستند ؛ پسندیده پرسیدی ای هوشمند ؛ بگویم گر آید جوابت پسند ؛
که هامون و دریا و کوه و فلک ؛ پری آدمی زاد و دیو و ملک ؛ همه هر چه هستند ازان کمترند
که با هستیش نام هستی برند ؛ انتهی۔ اور دوسرا وحدة الوجود جو ملحد وجودیہ کی مراد ہے وہ
بھی لکھے ہیں ۔ و نزد بعضے مراد از وحدة وجود آنکه عالم ظهور وجود واحد حق است بر ترتیب
تنزل ؎ نقش وجود مین حیث هو یعنی بی ملاحظه ترتیب و تنزل انتهی عجب ہے مولوی صاحب سے کہ
انہون نے موحد وجودیہ کی مراد جاہی ہے ملحد وجودیہ کی مراد طرف مایل ہو کر اسکے بیان
اپنی ساری کتاب بھر دی اور اسکے قائل ہوئے غرض یہی موحدون کے وحدة الوجود کو امام محمد غزالی
اپنی احیا مین متعدد جگہہ بیان کئے چنانچہ چوتھی جلد کے کشف الغطاء عن الشکر مین اور کتاب التوحید
التوکل مین اور کتاب المحبة مین مذکور ہے کتاب المحبة کی عبارت فان من عرف نفسه

عرف ربه عرف قطعا انه وجود له من ذاته الی ان قال و الافعا
لعبد من حیث ذاته لا وجود له من ذاته بل هو محو محض و عدم صرف
لولا فضل الله تعالی علیه بالایجاد و هو هالک عقیب وجوده لولا
فضل الله علیه بالابقاء الی آخره اور اسی کتاب بیان السبب فی قصور افهام الخلق
عن معرفة الله سبحانه میں لکھتے ہیں و اما من قویت بصیرته و لا [illegible] منیته
فانه فی حال اعتداله امره لا یری الا الله تعالی و لا یعرف غیره یعلم انه
لیس فی الوجود الا الله و افعاله اثر من آثار قدرته فهی تابعة له
فلا وجود لها بالحقیقة دونه و انما الوجود للواحد الحق الذی
به وجود الافعال کلها الی ان قال و کل العالم تصنیف الله تعالی
فمن نظر الیه من حیث انه فعل الله و عرفه من حیث انه فعل الله
و احبه من حیث انه فعل الله لم یکن ناظرا الا فی الله و لا عارفا
الا بالله و لا محبا الا لله و کان هو الموحد الحق الذی لا یری
الا الله بل لا ینظر الی نفسه من حیث نفسه بل من حیث انه
عبد الله فهذا هو الذی یقال فیه انه فنی فی التوحید و انه
فنی عن نفسه الی آخره انتهی۔ ان عبارتوں کی معانی وقت میں رہنے کے
سبب کے ملحد وجودیہ سکھا بنا ہی وحدة الوجود یعنے عالم دا اللہ کا ایک وجود جاننا کا وحدة الوجود سمجھ کر یوم
مارتے ہیں کہ حضرت امام محمد غزالی بھی ہمارے وحدة الوجود قائل ہیں معاذ اللہ حاشا و کلا عالم زکی رازی
قائل ہیں وجودیہ کے اس قول کا بطلان ظاہر ہو جائیگا۔ اور موحد وجودیہ کے اسم وحدة الوجود کو خارج کر نیکے
لئے لکھا ہی مولانا اسمعیل شہید نے صراط المستقیم میں توحید وجودی کے ساتھ الحادی کی قید لگا دی ہے تو اسکے

اسکے وجودیہ نے اتحادی وحدۃ الوجود کو خارج کرنیکا قید سمجھکر لوگون کو فریب دیتے ہین کہ مولانا اسمعیل شہید نے
جس وحدۃ الوجود کا رد کیا ہے وہ اتحادی وحدۃ الوجود ہے ہمارا وحدۃ الوجود نہین یہہ انکا محض فریب ہے کیونکہ اسمین
عینیت اور اتحاد کا صاف ذکر ہے اور ملا علی قاری محدث حنفی نے اپنے رسالہ رد وجودیہ مین جو ابن عربی اور اسکے
اتباع ہی کے اقوال کے رد مین بنا ہے سو موحد وجودیہ اور ملحد وجودیہ کا فرق بیان کیا ہے سو فرماتے ہین واما مانقل
من بعض العارفین کان اللہ ولم یکن معہ شئی والآن علی ما علیہ کان فمحمول
علی مشاهدة حقیقة التوحید وملاحظة حالة التفرید اذ لیس شئی مستقل
فی الوجود و مقام الشهود فان السوی فی نظر العرفاء کالهباء فی الهواء
بل کالسراب فی الصحراء فتبین الفرق بین الوجودیة الموحدین وبین الوجودیة
الملحدین الی آخرہ - اور بھی جاننا چاہئے کہ ملحد وجودیہ کے وحدۃ الوجود کے اثبات کے لئے
تنزلات اور تعینات کے قائل ہونا اور تنزیہ اور تشبیہ دونو خدا تعالی کے لئے ثابت کرنا اور عالم و اللہ مین
عینیت کی نسبت ثابت کرنا اور ان دونو کی تمثیل دریا اور اسکے موج و حباب وغیرہ سے دینی ضرور ہے بخلاف
موحدونکا وحدۃ الوجود کہ اسمین ایسے مخالفات شرعیہ و محالات عقلیہ کے ترکیب ہونیکی کچھ حاجت نہین بلکہ
اس وحدۃ الوجود سے توکل اور تبتل کی راہ سالکون پر نہایت آسان ہوتی ہے اور یہہ توحید التفات الی
غیر اللہ کے عبارکے طالبون کے دل [illegible] ہوتی ہے اور یہہ توحید ہدایت کی طرف داعی ہے اور وہ توحید کفر
و ضلالت کے لئے ساعی ہے شان ہر بینہا ۵ مراد است فقد ضلال و مراست فکر ہا * ببین تفاوت
رہ از کجاست تا بکجا مثنوی ۵ این شنید استند ایشان از عمی * درمیان فرقی بود بی انتہا * ہردو
گون زنبور خوردہ از یک محل * زین یکی شد نیش وزان دیگر عسل * ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب *
زین یکی سرگین شد وزان مشک ناب * این خورد گردد پلیدی زو جدا * وآن [illegible] ... [illegible] خدا
صد ہزاران ہمچنان اشباہ بین * فرق شان ہفتاد سالہ راہ بین * [illegible]

کہ اس مسئلے مین ملحد اور موحد کا فرق نکے سب کو ایک ہی لکڑی سے ہانکتے ہین سو یہ بات محض غلط
ٹھہری اور صرف عوام فریبی یا وہم اور ہمارے پیشوایون نے جو حاشیان مین ملت و حافظان خانہ اہل سنت
ہین وجودیہ کے باب مین جو لکہا ہی ان رسالون کو بتامل نہ دیکھنے کے باعث ایسا لکہدیا تو اس رسالے
سے ان دونو وحدۃ الوجود مین فرق ہین جان لینگے با دیگر بزرگان دین کے باب مین بے ادبی کے باتین
اور تہمتین نکرینگے اور جان لو جبکہ ہمارا پیشوا یہین ملحد و وجودیہ کو نہ پہچانینگے **قولہ** ۷ اور ان پر حلول واتحاد کی تہمت
باندہ کے انکی تکفیر کرتے ہین حالانکہ وے بزرگان حلول و اتحاد کو کفر جانتے ہین بسبب اس صورت
منکرون کی تکفیر منکرون پر ہی عاید ہوتی ہی نعوذ باللہ منہا **ع** بر بلندان سخن سبب خود است
تف بسو فلک بر روے خود است **جواب** ہرگز تہمت نہین کیونکہ وجود عالم علیحدہ اور وجود
خدا علیحدہ ہے سو دونو کو ایک سمجہنا اور ایک کہنا اور ان دونون مین عینیت کی نسبت بتانی اور
ان دونو کی تمثیل دریا اور اسکے موج و حباب وغیرہ سے دینی اتحاد نہین تو اور کیا ہی تم اسکو اتحاد سمجہو
یا نہ سمجہو لیکن ہمارے اہل سنت کے بزرگون نے اسکو اتحاد کہا اور اسکے معتقدونکی تکفیر کی - اور عالم و اللہ
کے باب مین لفظ اتحاد وجودیہ کے بیچ ہی سو یہی ہم ثابت کرتے ہین مولانا جامی شرح لمعات کے تمہید مین
کہا چون مظاہر آلہیہ در انجا ظاہر و مظہر متحد اند باینکہ دیگر و فرق میان ایشان باطلاق و تقید است انتہی
اور چون ہر چہ ہست در ہمہ عالم ہمہ ہمہ اوست کے شرح مین کہا ھو مین حیث الحقیقۃ و ھو من
حیث الوجود او من حیث اتحاد الظاہر بالمظہر انتہی - ان دونو عبارات
سے صاف اتحاد ثابت ہوتا ہے اور خود تمہارے مرشد نے جو آخر نوین فائدہ مین ابن عربی کی تعریف مین لکھے
داد دست کہ از توحید و اتحاد بتفصیل سخن گفتہ الی آخرہ اور ملا جامی نے اسی تمہید مین کہا و متجلی است
بذاتہ بہمہ اشیا محیط و در ہمہ اشیا ساری است انتہی خدا تعالی اپنی ذات سے سارے اشیا مین ساری ہے
کہا سو اس سے حلول ثابت ہو گیا پس بزرگان دین بعض محدثین و فقہا و متکلمین جو وجودیہ کے اقوال

وجودیون کے اتحاد کی تہمت سے بری ہونے کا بیان

اتحاد ثابت کرکے انکی تکفیر کی انکی اقوال کی تحقیق نکرکے وجودیہ پر حلول و اتحاد کی تہمت باندہ کے تکفیر
کرتے ہیں ف کتنا بڑی نا قدردانی اور صاف نادانی ہے عجب تو یہہ ہے یہہ آپ ہی یہ بیضا چیسوین ہندسے کے
صفحے میں مجتہدین اور متکلمین کے باب میں لکھے ہیں احسان ہے انکا بڑا احسان کیونکہ علما متکلمین فلاسفہ اور بدعتی
گمراہ مذہب والونکے شبہات کا رد فاحش کرکے مذہب اہل سنت و جماعت کے اعتقادات حقہ ثبوت کو پہنچا اور
منقول کو معقول کر بتلائے اور ذات الٰہی کی تنزیہ ثابت کرکے شائبہ تشبیہ سے لوگون کو بچائے
انتہی۔ واہ سبحان اللہ آپ ہی انکو ایک جگہ جہنمی اور تہمتی ٹہرانا پھر آپ ہی دوسرے جگہہ کہنا کہ احسان
ہے انکا بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ایسا اور ایسا کئے۔ اور وہ جو لکھے اور ذات الٰہی کی تنزیہ
ثابت کرکے شائبہ تشبیہ سے لوگون کو بچائے انتہی۔ سچ ہے لیکن تم وجودیہ کو لکھے سو تمکو اسکی خبر
نہیں کیونکہ وجودیہ کے یہان تنزیہ اور تشبیہ دونو خدا تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا کمال ایمان ہے فقط
تنزیہ کے قائل رہنا ایمان کا نقصان بلکہ کفر ہی ہمارے اہل سنت کے یہان فقط تشبیہ کفر کی جڑ ہے
قال قائلہم ف جمع تشبیہ خوش ہے با تنزیہ و یک سو آنکے بسند ناہنجار اور ملا جامی شرح لمعات
میں ف گویم بہر زبان و بہر گوش بشنوم ٭ وین طرفہ تر کہ گوش و زبان نیست جز یکے
شرح میں کہا مصرع اول اشارت است باثبات آلہ من حیث ظہورہ فی المظاہر از مقام تشبیہ
و مصرع ثانی بہ تنزیہ و تمام بیت جمع بینہما بہ تقیید یکی انتہی۔ اور وجودیہ حلول و اتحاد کا جو
انکار کرتے ہیں سو یہہ معنی ہے کہ وے کہتے ہیں کہ حلول و اتحاد کے لئے دو شئی کا وجود ضرور ہمارے
پاس تو ایک ہی وجود ثابت ہے وہ وجود حق ہے اور یہہ عالم جو ہے اسی وجود کے تعینات ہے۔ اسی ذات
کے صورتین ہیں پہر حلول کدہر اور اتحاد کہان یہہ لوگ کا یہہ انکار بدتر از اقرار ہے عذر گناہ
بدتر از گناہ جو مثل مشہور سو یہی ہے کما لا یخفیٰ قولہ اس فساد کا بنا یہہ ہے کہ جب عالم ربانی عارف
حقانی سید جلیل الشان حسین زمان کتاب جواہر الحقایق تصنیف کی اور وہ کتاب آفتاب جہانتاب

عبدالحی صاحب مولویصاحب کی تعریف مین جہوٹھا مبالغہ کئے سو سکا رد اور علماے دین کے بعض علامت کا بیان

کے مانند آفاق مین انوار معین تابان و درخشان ہوی ہیہ شپرک سیرتون نے اسکو دیکہہ نہ سکا اور اس نور مبین گنجور کے بجہانے پر کمر باندہے یریدون ان یطفئوا نور الله بافواھهم والله متم نوره اور اس سید عارف کے حاسدین ہزارون اولیاء الله کے منکر اور منکر ہو گئے ٥ ناکس معزول یک تن از کار مہ سکنی تکذیب شمس سے ہزار جواب عبدالحی صاحب نے اس تعریف مین بڑا مبالغہ کیا اور بہت جہوٹہہ بکا اگر یہہ صاحب اپنی مرشد کی فقط تعریف کرتے تو اسمین کتنا ہی جہوٹھ بکتے جیسا کہ دوسرے اپنے تصنیفون مین کیئے ہین ہمکو اسمین دخل دینا کچہہ ضرور نہتا لیکن جب کنایۃً ہماری جہوٹھی مذمت اس جہوٹھی تعریف کے ساتہہ کی اور ہماری سچی بات لوگون مین نہ چلنے کی تجویز نکالی سو ہمکو ضرور ہوا کہ انکا جہوٹھ ثابت کر دین بحکم حدیث اذا رایتم المداحین فاحثوا فی وجوههم التراب کے خاک تکذیب سے انکا منہہ بہر دین ـ جاننا چاہیئے کہ عبدالحی صاحب مولویصاحب کو عالم ربانی عارف حقانی جو کہے جہوٹھ ہے علماے باللہ کی علامات جاننا ہو اسکو دیکہا تو ہنسیگا اور کہیگا ٥ برعکس نہند نام زنگی کافور ـ کیونکہ عالم ربانی کے بہت سے علامتین ہین سو انمین سے ایک علامت بہی انمین نہین پائی جاتی بلکہ انکے برعکس پائے جاتے ہین امام محمد غزالی رح احیاء العلوم مین علماے آخرت کے علامات مین لکہے ہین فمنها ان لا یطلب الدنیا بعلمه فان اقل درجات العالم ان یدرک حقارة الدنیا وخستها وکدورتها وانصرامها وعظم الآخرة ودوامها وصفاء نعیمها وجلالة ملکها ویعلم انهما متضادتان الی ان قال فمن لا یعلم بمضادة الدنیا للآخرة وان الجمع بینهما طمع فی غیر مطمع فهو جاهل بشریعة الانبیاء کلهم بل هو کافر بالقرآن من اوله الی آخره فکیف بعد من زمرة العلماء ومن علم

هذا کله ثم لم یوثر الآخرة علی الدنیا فهو اسیر الشیطان قد اهلکته
شهوته وغلبت علیه شقوته فکیف یعد من احزاب العلماء من هذه
درجته انتهی۔ حاصل معنی یہ ہے کہ پہلی علامت عالم ربانی کی یہ ہے کہ وہ طالب دنیا نہ ہو
کسلئے کہ ادنی درجہ عالم ربانی کا یہ ہے کہ دنیا کو حقیر اور خسیس سمجھے اور اسکی کدورت اور اسکے
فنا ہو جانیکو جانے اور آخرت کی عظمت اور اسکی قائمی اور اسکی نعمت کی صفائی اور وہانکی بادشاہت
کی بزرگی سمجھنے اور جانے کہ دنیا اور آخرت دونو باہمدیگر ضد ہیں امام نے یہانتک کہا کہ جو شخص ان
دونو میں ضد ہی سو نسمجھا اور دنیا اور آخرت دونو حاصل کرنیکی طمع محال ہی کرکے نسمجھے سو وہ شخص
جاہل ہے تمامی انبیا علیہم السلام کی شریعتون سے بلکہ وہ سارے قرآن کا منکر ہی پہر اسکو علما کا زمرہ مین
کیونکر گنا جائیگا اور جسنے ان سب باتونکو جانکر پہر دنیا چہوڑکر آخرت نہ اختیار کی سو وہ شخص اسیر
شیطان ہے اسکی خواہش نفس اسکو ہلاک کرڈالی اور اسپر اسکی شقاوت غالب ہوگئی پس جس شخص کا
یہہ درجہ ہو تو اسکو علما کی زمرہ میں کسطرح شمار کیا جائیگا انتہی ہو کر صاحب کی دنیاداری اور اسکے ساتھ
محبت اور اسکی طمع کسقدر ہے سو لوگ پر ظاہر ہے عیان را چہ بیان اور یہی امام اس قول کے تہوڑا آگے
فرمائے فبهذه الاخبار والآثار تبین ان العالم الذی هو من ابناء الدنیا
اخس حالا واشد عذابا من الجاهل انتهی۔ یعنے ان احادیث اور صحابہ
کا قوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو عالم کہ دنیادار ہے بدتر حال ہے جاہل سے اور اس سے زیادہ عذاب پانیوالا ہے
اور پہلی علامت کے بیان میں فرمایا وقال عمر رضی الله عنه اذا رایتم العالم محبا للدنیا
فاتهموه علی دینکم فان کل محب یخوض فیما احب یعنے فرمایا حضرت عمر رضی الله
عنہ نے جب دیکہو تم عالم کو دنیا کا محب پس بدگمان ہو اس سے تمہارے دین پر کیونکہ ہر محب گہسا
رہتا ہی اسمین جس سے اسکو محبت ہے۔ یعنی دنیا کے محبت کے سبب سے دین کی محبت نہ ہوگی پہر

عالم سے دین کی خرابی کے کام بہت ظاہر ہونگے تم اپنے دین کو اس سے بچاؤ واللہ اعلم
اور امین ہے وقیل لبعض العارفین متی ان من تکون المعاصی قرۃ
عینه لا یعرف الله قال ما اشك من تکون الدنیا اثر عنده من
الآخرة انه لا یعرف الله وهذا ادون ذلك بکثیر انتهی حاصل معنا یہ
کہ کسی نے کسی عارف سے پوچھا کہ جسکو گناہ ہون آنکھہ کی ٹھنڈک ہوجاوین کیا وہ عارف
باللہ سمجھو اُنہون نے کہا کہ جسکے پاس دنیا اور آخرت سے زیادہ پسند ہو وہ عارف باللہ نہ ہونے مین
مجھے شک نہین گناہ کرنیوالا تو اس سے بہت کم درجہ والا ہے انتہی اسکے سوا بہت علامتین عالم
ربانی کے ہین احیاء العلوم مین دیکھو تو معلوم ہوگا عالم ربانی عارف حقانی ہوجانا مفت نہین
ان عالمون کے اوصاف اور حالات انمین پایا جانا ضرور ہے پس جس عالم مین عوام کے اوصاف حمیدہ
بھی نہ ہین یعنے نماز پنجوقتہ باجماعت مسجد سوگز کے اندر رہتے پر نہ پڑہین اور مال کثیر رکہکر اسکا
زکوۃ نہ دین اور صحیح حدیثون اور معتبر اقوال کا خلاف کرکے قبر ذکو بلند بلند اور پکے سے باندہین اور
انپر گنبد بنا کرین ویسے عالم کو عالم ربانی عارف حقانی قطب زمان جنید دوران ولی کامل
شیخ مکمل وغیرہا کہنا اور لکھنا بالکل ناروا اور بہت نازیبا ہے حضرت امیر خسرو نے ایسون کے باب مین
اپنے مطلع الانوار مین کیا خوب کہا ہے آنکہ بغیر منی بکند کاہلی :: حقیقش نام کنند دولی :: بسکہ
شد از کفر جہان پر ز دود :: ہر کہ شرر دید چراغی نمود :: کرمک شب تاب بشامی چو زاغ :: در شب
تاریک نماید چراغ :: اسیطرح آپکو حسین زمان کہنا بھی نہیٹ بیجا ہے کیونکہ حسین زمان اسیکو کہین گے
جو اس زمانے مین امام حسین کی صفت مشہورہ ہے جیسا کہ بڑے سخی کو حاتم زمان ایسا ہی بڑے
شجیع کو رستم زمان کہتے ہین امام حسین کی صفت مشہورہ یہی تھی کہ انہون نے دین کی حمایت
کے لئے فاسق بدعتی یزید پلید کی بیعت قبول نکی اور اسی سبب سے آخرکار مظلومی کے ساتھ جام

شہادت پائی سو مولوی صاحب کو اس صفت سے کیا نسبت دین کی حمایت مین فاسقون اور بدعتیون کے
ہاتہہ مظلومی کے ساتہہ کب شہید ہوئے بلکہ وہی فاسقون اور بدعتیون کے ساتہہ صلح کل کے مسئلے کے
اعتبار سے بسبب خوش اخلاقی سے پیش آتے ہین مگر چند متبعان سنت جو غربای امت ہین انکو اس مسئلے
سے مستثنی کرکے انکے تنگ کرنے پر جہلا کو ورغلاتے ہین اور ان مظلومان دین کو شہادت حکمی کا شربت
پلہاتے ہین پس آپکو حسین زمان کہنا کیونکر صحیح ہوگا اور اگر سیادت کے رو سے یون کہے ہون تو تب
بہی جائز نہین کیونکہ دوسرے گاہکو ملحد سید بہی اس مین داخل ہوجاتے ہین یہہ بہی بہت برا ہے
اور وہ جو سب لکہے ہے کہ اس فساد کا بنا مولوی صاحب کی جواہر التحقایق پر ہوا محض جہوٹ صرف عوام فریبی
ہے بلکہ وہ کتاب دیکہنے کے آگے سے دوسرے وجودیہ کتب و رسایل کو دیکہہ کر پیچ و تاب کہاتا کہ ان
لوگون کے باتین تو عقاید اہل سنت و جماعت کے صاف مخالف معلوم ہوتے ہین مولوی صاحب اور انکے
خلیفہ وہی محی الدین صاحب وغیرہ سے ہما پوچہے تو کہتے کہ یہہ لوگ صوفیہ ہین انکی باتین ایسی ہی ہوتے
ہین یہ لوگ اولیاء اللہ ہین یہ باتین کشف والہام سے علاقہ رکہتے ہین وہ اسرار ہین غرض
اور کئی ایسی ہی مکر کے باتون سے ہمکو بہلایا کرتے تہے چونکہ ہمارے دل مین عقاید اہل سنت کی حقانیت
اسکے مخالف بات کا بطلان خوب جمگیا تہا اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے بعد نکلی ہوئے
اور انکے مخالف بے سند بات کو نہ ماننے کی توفیق خدا کی طرف سے ملی تہی تو ہمارے دل مین یہی
بات آتی تہی یارب جو بات کہ ان سب کے مخالف ہو وہ بات کے قائلین صوفیہ اور اولیا کسطرح
ہونگے اسی کے تجسس و تلاش مین ایک مدت گذر گئی بحکم جوینده یابنده ملا علی قاری محدث
محقق حنفیہ اور علامۂ سعد الدین تفتازانی رح کے رسالے اور امام ربانی رح کے مکتوبات
اور رسالۂ رد ہمہ اوست گویا ان وغیرہا سے ہاتہہ آئے سو اس سبب وجودیہ کا مذہب
اور انکا مکر وغیرہ سب صاف ظاہر ہوگیا تب ہم نے اسکے رد کی طرف رجوع کیا اور اس مسئلے کی

پنچ کنی شروع کئے معاذ اللہ کسی حسد سے ہم یا ہمارے پیشوا یون نے وجود کیے رد میدان مین آتے ہر ہر
رد کا جواب دندان شکن دیتے پایا۔ کیونکہ حسد سے بچی ہوی بات بڑی کچی ہوتی ہے ہمارا ایسا رد قوی
کہ وجود کیے بڑے بڑے رستم ہر چند سر ٹیکتے ہین تو بھی اسکو جنبش نہین دیسکتے ہم کسطرح بن سکتا
اجی عبد الحی صاحب ہمارا ارادہ محض نصرت دین و ملت و تائید عقاید اہل سنت رہنے سی بحکم
و لینصرن اللہ من ینصرہ کے تائید حق ہمارے قریب ہوئی اور ہمارے رشد ریت لا جواب
نصیب۔ اور وہ جو کہے کہ جواہر الحقایق آفتاب جہانتاب کے مانند آفاق مین انوار فیض سی تابان
و درخشان ہوی یہ بھی جھوٹھ ہی کیونکہ انوار کتاب کے اسمین حق باتونکا ہونا اور اولی تابانی
صحیح مضامین کہ جن سے تائید ایمانی ہو مراد ہے وہ تو اسمین نہین بلکہ اسمین باطل اعتقاد اور غلط بیانی
ایسے تاریکیان ہین کہ ظلمات بعضہا فوق بعض کے مصداق ہو سکتے ہین اب
ہم اسکے چند تاریکیان لفظ و معنی کے غلطیون کے بتلاتے ہین تا دروغ گوئی مولو عبد الحی صاحب کی لوگون
پر ظاہر ہو

قول جواہر الحقایق کا شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ در الطاف

القدس میفرماید تابعان فلاسفہ در عقاید مخالفہ عقاید انبیاء اللہ نزد من سگانند بلکہ کمتر از سگان
الی آخرہ یہان تابعان فلاسفہ سے مراد منطقیان لئے ہین سو جیسا کہ میر محی الدین صاحب آپکے بڑے
خلیفے نے اپنے رسالہ نور عرفان الحق مین اسکی تصریح کی محض غلط ہی کیونکہ منطق کے کتابونمین
عقاید فلاسفہ کہ عقاید انبیاء اللہ کا مخالف ہو کہان ہے تا منطقیونکو اس قول سی مراد لین بلکہ
تابعان فلاسفہ انبیاء اللہ کے عقاید مخالف سے یہی ملحد و جودیہ مین اسکو ہمنے نور عرفان الحق کے
بدلائل قویہ و اسناد صحیحہ ثابت کردئے ہین سو دیکھنے مین آیا ہوگا۔ دوسری بات گلشن راز
والے کے ابیات جو لائے ہے ۵ ہر آنکس را کہ ایزد راہ ننمود ٭ ز استعمال منطق راہ نکشود ٭ حکیم فلسفی
چون ہست حیران ٭ نمی بیند ز اشیا غیر امکان ٭ ز امکان میکند اثبات واجب ٭ ازان

حیران است اندر ذات حق ؏ تو نہی نادان کہ از خورشید تابان ٭ بہر شمع جوید در بیابان ؏ بیت

بیجا ہے کیونکہ یہہ قائل وحدت وجود ہے یعنی ہمہ اوست اور اہل سنت کا صریح مخالف اسی فلسفی نے جو اہل سنت

پر طعن کیا ہے کیونکہ اشیائے عالم کو ممکن اور حادث ہی سمجہتے اور اس سے اسکے صانع کو ثابت کرتے

ہیں سو اہل سنت ہیں یہہ بات سارے عقاید کی کتابوں میں اہل سنت کے موجود ہے دیکہہ لیجئے اور بیچ

آیات و احادیث کے یہہ بات ثابت اور موکد ہے لیکن جب یہہ بات وجودیہ کے عقاید کے برخلاف ہے

کیونکہ انکے اعتقاد میں واجب و ممکن دونوں ہی خدا ہی جیسا کہ کمال الدین حسین نے کہا ہے ؏ ظاہر

و باطن وہی واجب و ممکن ہمہ ہی ٭ کافر و مومن ہی ہی دیدہ حیرت زدہ و شب ٭ پس عالم کو ممکن ٹہرانا اور واجب

کو اسکے پیچہے ثابت کرنا اسکو ناگوار معلوم ہوتا ہے اسی واسطے اس فلسفی نے اس سوال کے اہل سنت کا رد کرتا

ہے اور کہتا ہے کہ وہ نادان ہے کیونکہ انکا یہہ اشیا کو ممکن جانکر ان سے واجب کو ثابت کرنا ایسا

ہے جیسا کسی نے میدان میں خورشید تابان کو چراغ لیکے ڈہونڈہتا ہے یعنے کہتا ہے کہ آفتاب

ذات عالم کے لباس سے ظاہر ہوئی ہے سو اسکو نہ جانکر اس عالم کو ممکن ٹہرا کر اسکا ایک صانع

علٰحدہ ہے وہ قدیم و واجب ہے کہنا نادانی ہے آفتاب تابان کو شمع لیکر ڈہونڈہتے ہیں سو اسکا

یہہ گلشن راز والا وہ ہے کہ سارے مسلمان صحابہ سے لے کے ہمارے تک جو ہیں انپر طعن کرتا ہے کہ

مسلمان بت پرستی کو جو انکار کرتا ہے اسکی نادانی کا سبب ہے اگر بت کی حقیقت جانتا یعنے ذات

خدا بصورت بت ہے سو جانتا تو بت پرستی کو عین دین جانتا جیسا کہ کہا ہے ؏ مسلمان گر

بدانستی کہ بت چیست ٭ یقین کردی کہ دین در بت پرستی است ٭ سو حسب مدعا اسکے بہت عجب

ہے کہ ایسے کو پیشوا ٹہراویں اسکی اس طعن کو نہ سمجہے ۔ تیسری بات یہہ کہ تیسرے صفحے میں

لکہے ہیں کہ موفق حقیقی مردم را توفیق دہد تا باصلاح طغیان علم و لغزش قدم احراز احتراز نمایند

و از امور بے حصول کہ آخر ہا بہاد فنا سپرده شود در آخرت ابدی کار آمدنی نبود باز مانند انتہی

اس قول کے مطابق ضرور تھا کہ مولوی صاحب کے سارے کلام خصوصًا اس کتاب کے سارے باتین آخرت
مین کام آنیوالے ہوتین پیا تو نہین بلکہ اس کتاب مین اپنے مہمل بیفائدہ باتین ہین کہ
آخرت مین فائدہ دینا تو کیا ذکر دنیا مین بھی کام آنیوالے نہین جیسے آسمان اور ستارگون کا
احوال اور برجون کی تصویرین اور زمین کی کرویت اور جہانکا نقشہ اور اقلیمونکی تحقیق اور سات
عرض وطول اور انکے ساکنونکی گنتی اور آٹھ ہزار دن مہملات جو دیکھے تو راستے سے ہیہات اور علوم فلسفیہ
سے علاقہ رکھنے والے انگریزی کتابون سے چیکر آدھی یونانی کتاب بھر دی ہین اور ان باتون پر سینا
ابن عربی اور عبد الکریم جیلی اور علی مہایمی اور فلاسفہ یونان کے بطلیموس اور جالینوس وغیرہم کے
اقوال لائے ہین قول خدا و رسول منقول صحابہ و آل مقبول الا ما دشا پھر آپ ہی اس صفحے مین
لکھے ہین ؎ خواہی طیران بطور سینا * پر بست مکن چو بو سینا * دل در سخن محمدی بند ای
پور علی بو علی چند * غرض آپ ہی اپنی نصیحت کا خلاف کرنا بہت نازیبا ہے اتامرون الناس
بالبر و تنسون انفسکم اور جو لوگ ایسے باتون کو علم معرفت سمجھتے ہین اور اپنی عمر عزیز کو
انکی تحصیل مین ضایع کرتے ہین انہین کے باب مین میرزا عبد القادر بیدل نے اپنی نکات مین
فرمایا از قلندرے پرسیدند. کہ معرفت چیست گفت نتیجۂ بیکاری اگر شغلی دیگر دست بہم میداد
بایجلس درین خیال خام نمی افتاد جو تھی بات شیخ عبد اللہ ابن المبارک از سید الطائفہ جنید
بغدادی قدس سرہما پرسید کہ صوفی کیست در جواب فرمود ھو الذی یکون فی حقہ
صفاء و فی عینہ بکاء و فی قلبہ صفاء و فی لسانہ ثناء و فی یدہ عطاء
و فی وعدہ وفاء و فی نطقہ شفاء انتھی یہہ بات کئی وجہ سے غلط ہے۔ پہلا
یہہ کہ عبد اللہ ابن المبارک جنید بغدادی سے صوفی کون کرکے پوچھے سو غلط ہے کیونکہ عبد اللہ
ابن المبارک جنید بغدادی سے بہت آگے تھے اور وہ تبع تابعین سے تھے اور ہمعصر سفیان ثوری

و امام اعظم کے اور وفات انکا ایکسو اکسٹھ ہجری مین ہوا کذا فی حقائق الاولیا وغیرہ اور
جنید بغدادی کا وفات سن دوسو نودو یا نو مین ہوا اور عمر جنید بغدادی کی نود سال کی یا
کچھ جلکر اوپر بھی غرض ان کے وفات کے کئی سال پیچھے جنید بغدادی کی پیدائش ہے پس عبد اللہ
ابن المبارک جنید بغدادی سے صوفی کون کر سکے یہ جو کہے سو صاف غلط ہے۔ دوسرا یہ کہ عبد اللہ
ابن المبارک جنید بغدادی سے کچھ کم پایہ نہتے تا اُنسے کچھ پوچھکر یاد رکھے وہ تو امام المحدثین تھے بڑے بڑے
علما حدیث اور راویونکی تحقیق انسے کرتے تھے اور جنید سے علم و عمل مین بزرگتر تھے۔
امام نودی نے شرح صحیح مسلم دیباچے مین عبد اللہ ابن المبارک کا ذکر کرکے فرمایا و قد اجمع العلماء
علی جلالته و امامته و کبر محله و علو مرتبته و روینا عن الحسن بن
عیسی قال اجتمع جماعة من اصحاب ابن المبارک مثل الفضل بن
موسی و مخلد بن حسین و محمد بن النضر فقالوا تعالوا حتی نعد
خصال ابن المبارک من ابواب الخیر فقالوا جمع العلم و الفقه
و الادب و النحو و اللغة و الشعر و الفصاحة و الزهد و الورع
و الانصاف و قیام اللیل و العبادة و الشدة فی رائه و قلة الکلام
فیما لا یعنیه و قلة الخلاف علی اصحابه و قال محمد بن سعد
صنف ابن المبارک کتبا کثیرة فی ابواب العلم و صنوفه و احواله
مشهورة معروفة انتہے تیسرا یہ کہ ابن المبارک کا زمانہ تبع تابعین کا تھا
اُس زمانے مین صوفی کے نام سے کوئی شہیر نتھا جیسا کہ خود اسی جواہر کے آٹھوین صفحے مین لکھے
ہین کہ تصوف کے نام سے تبع تابعین کا زمانہ گذرنیکے بعد اہل سنت کے خواص تصوف کے نام سے منفرد
ہوئے ہیں پھر صوفی کون کرسکے عبد اللہ ابن المبارک جنید بغدادی سے پوچھے کہنا کس طرح صحیح ہوگا

ایسے صوفی کے اوصاف و علامت

پس مولویصاحب کو ان مذکورہ چیزونکی تحقیق ہوتی اس قول کو نہ لاتے ہو دیگر اینکہ جنید بغدادی کا قول نقل کرکے جو لائے یعنے صوفی وہ ہے کہ چہرہ میں اُسکے شرم و حیا ہے۔ اور آنکھین اُسکی گریان ہین یعنے خوف خدا سے روتا رہے۔ اور دل مین اُسکے صفائی ہے یعنے حسد و تکبر و پندار و کینہ و بغض و عداوت وغیرہا اخلاق رذیلہ سے پاک رہے۔ اور زبان مین اُسکے ثنا ہے یعنے حمد و ثنا خدا تعالی کی ہمیشہ اسکی زبان پر جاری رہے کسی کی شکایت نکرے۔ اور ہاتھ مین اُسکے بخشش ہے یعنے بڑا سخی رہے۔ اور وعدہ مین اُسکے وفا ہے یعنے وعدہ کا خلاف کرنیوالا نرہے اور کلام مین اُسکے شفا ہے یعنے دعا اسکی اللہ کے یہان مقبول رہے کہ جس سے شفا مرض باطنی و ظاہری حاصل ہوا انتہی ہے اور صفات اسکے صوفی کہلانے والونمین کہان ہین بلکہ ایک دو صفت بھی ان اوصاف مذکورہ سے اسکے مدعیان تصوف مین پائے جاتے نہین پھر صوفی کیسے بنے ولی اور قطب ہونا تو بڑی بات ہے غرض اس قول سے بعض لوگ اپنے پیرون کو مرتبہ صوفی اور ولی قطب کرکے جو بولتے اور اپنے رسالونمین لکھتے ہین سو بڑے جھوٹے ٹھہرتے ہین۔ پانچوین بات یہہ کہ ساتوین صفحے مین لکھا ہے کہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فی کتاب الاتقان فی فضائل القرآن کہ شرح حدیث لکل آیۃ ظہر و بطن میفرمایند انتہی اس مین بھی غلطی کی کیونکہ نام اسکا اتقان فی فضائل القرآن نہین نام اسکا اتقان فی علوم القرآن ہے یہہ کتاب علوم قرآن کے بیان مین ہے نہ فقط فضائل قرآن مین بلکہ اسکا بہتر وان نوع فضائل قرآن مین ترتیب پایا ہے اگر کوئی کہے کہ یہہ حدیث فضائل قرآن کے نوع مین ہوگی اسلئے یون لکھے۔ تو ہم کہینگے یہہ بات بھی غلط ہے کیونکہ یہہ حدیث ستترہوا آٹھوین نوع مین ہے نہ فضائل قرآن کے نوع مین دیگر اینکہ شیخ جلال الدین سیوطی رح فی کتاب الاتقان فی فضائل القرآن میفرمایند کہنا خلاف محاورہ ہے اور عبارت بالکل گڈمڈ معلوم ہوتی ہے فی کے عوض در لکھنا اچھا تھا کیونکہ اللہ تعالی در قرآن مجید میفرماید

کو کہتے ہین اللہ تعالی فی القرآن المجید سفیر ماید کر کے نہین کہتے۔ چھٹوین بات یہہ کہ نوین صفحے کے
حاشیہ پر لکھے ہین مولد و منشا جنید بغداد است مذہب سفیان ثوری داشت و مہینہ شاگرد
شافعی است انتہی۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنید بغدادی مذہب سفیان ثوری
کا رکہتے تھے اور بڑے شاگرد امام شافعی کے تھے یہ دونو بات بھی غلط ہین جنید بغدادی نہ مذہب سفیان
ثوری کا رکہتے تھے و نہ شاگرد امام شافعی کے تھے بلکہ وہ امام شافعی کے بڑے شاگرد امام ابو ثور کا
مذہب رکہتے تھے چنانچہ خود تمہارے پیشوا مولوی باقر نے اپنی ایقاظ الغافلین مین کہا امام ابو ثور کہ
از اخص اصحاب امام مطلبی بود و ابو القاسم جنید مذہب او داشت فرمود الی آخرہ پس مولوی صاحب
مولد و منشا جنید بغداد است و مذہب ابو ثور داشت کہ مہینہ شاگرد شافعی است لکہنا تھا
سو بے تحقیقی سے مذہب سفیان ثوری داشت و مہینہ شاگرد شافعی ہست لکہدے لفظ و معنی
کی غلطی مین پڑگئے جب ایسے ظاہر باتون مین ان سے اتنی غلطیان سرزد ہوئین ہون تو باقی
دوسرے رموز و اشارات کے بھاری باتون مین کتنی غلطی کئے ہونگے سو عاقل پہچان سکتا ہے
ساتوین بات یہہ کہ دسوین صفحے مین مولوی باقر کے ایقاظ الغافلین سے جو نقل کئے کہ سلطان العلما
عز الدین بن عبد السلام نے کہا اول دلیل بر اشرفیت ایشان آنست کہ کرامات بر دست ایشان
ظاہر میشود و از ہیچ فقیہ نظہور نمیرسد انتہی سو یہہ بات بر حقیقی جھوٹی ہے۔ اور فقہا کے ساتھہ
بڑی بے ادبی خصوصاً چارون امامون کے ساتھہ جو سر دفتر فقہا تھے اور اس قول سے علم فقہ
کی بھی تحقیر ثابت ہوتی ہے اس طرح پر کہ اسکے عالم و عامل کو اللہ کے یہان چندان مرتبہ نہین اور ان سے
کرامتین ظاہر نہین ہوتین اور انمین ولی و قطب نہین ہوتا اللہ اکبر یہہ نوبت پہنچی تا ہے علم فقہ کی
کہ جسکے باب مین خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکل شیٔ عماد و عماد ھذا الدین
الفقہ رواہ الطبرانی و البیہقی کذا فی الارشاد یعنے واسطے ہر چیز کے ایک

سو کو صاحب جواہر الحقائق ہین فقہا کی تحقیر کیئے سو اسکا رد اور فقہ اور فقیہ کی
بزرگی اور ان کے کرامتون کا اثبات ۔

سہ تو تذکرہ منشی مین حروف فارسی اور فارسی کہین حروف عربی کی استعمال نہین کرتے ...

ستون ہے اور ستون اس دین کا فقہ ہے یعنے ہر چیز کا تکا ؤ ایک چیز پر ہوتا ہے سو ٹکاؤ اس دین کا
فقہ پر ہے اور فقیہ کے باب میں فرمایا فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف
عابد رواہ الترمذی عن ابن عباس رض کذا فی تیسیر الوصول
یعنے ایک فقیہ سخت تر ہے شیطان پر ہزار عابد و نسے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے جسکی
تعریف کی اور فضیلت دی اسکی تحقیر کرنی بڑی خراب بات ہے۔ اور جواہر اربعین میں ہے امام حافظ
جمال الدین در تہذیب الکمال از ابی یوسف روایت میکند کہ امام ابوحنیفہ گفت کہ ہر گاہ ارادہ
طلب علوم کردم از ہر علوم استکشاف واز عواقب آن استفسار مینمودم عاقبۃ الامر غیر از علم فقہ در
ہیچ علم نفعی و سود نہ از دنیا یافتہ تعلم فقہ لازم گرفتم لیس فی العلوم شیٔ انفع من ہذا انتہی۔ اور اسی
کتاب میں ہے و امام شافعی رح در وصف فقہ شعری فصیح و ملیح گفتہ است ۵ اذا ما اعتز
ذو علم بعلم ٭ فعلم الفقہ اولی باعتزاز ٭ فکم طیب یفوح ولا کمسک
و کم طیر یطیر ولا کبازٖ ٭ حاصل یہہ کہ علم والا کسی علم سے عزت و بزرگی حاصل کرنا
چاہتا ہے تو اسکے واسطے علم فقہ اولیٰ ہے کیونکہ یہہ سب علوم میں نافع تر ہے جیسا کہ مشک خوشبو
کے چیزوں میں بہتر اور جیسا کہ باز سب پرندوں میں تیز پر ہے۔ اور مسوکو باقرنے اپنی التقاط النفائس
میں شیخ نصر اللہ شیرازی سے جو عارف کامل تھے نقل کیا کہ انہوں نے کہا اگر چہ ابو یزید بسطامی و ابو القاسم
جنید را از معارف و حقایق حاصل بود شافعی و ابو حنیفہ را حاصل بود مع شیٔ زاید از علم شریعت
و احکام آن انتہی۔ اور جواہر اربعہ میں ہے شیخ عبد اللہ یافعی بسند صحیح متصل بشیخ کبیر
عارف باللہ الشہیر بابی الحسن الشاذلی رح آوردہ کہ گفت نمرد شافعی تا آنکہ بدرجۂ
قطبیت نرسید۔ اور یہی اسی میں ہے و در رسالۂ استاذ ابو القاسم قشیری مذکور و مشہور
است کہ خضر علیہ السلام از حال شافعی پرسیدہ شد فرمود کہ او انما و تما و است میگویند

کہ این سوال و جواب قبل ترقی آنجناب بمقام قطبیت بودہ ہا ستہے اور حضرت امام احمد حنبل نقیت مندے کے درجے کو پہنچے تھے جیسا کہ جواہر اربعہ و ایقاظ الغافلین مین ہے ۔ اور آپکے موت کے وقت ایک کرامت عجیبہ ظاہر ہوئی یعنے جب آپکو قرآن غیر مخلوق ہے کہنے کے سبب معتصم باللہ خلیفہ نے کئی کوڑے تازیانہ مارتے تھے اور اسوقت دونوں ہاتہہ آپکے باندہے ہوے تہے اثنا آپ کی کہل گئی آپنے دعا کی سو دفعتًا دو ہاتہہ غیب سے ظاہر ہوے اور آپکی ازار باندہ دی اس عجیب کرامت کو دیکہکر مارنے سے ہاتہہ روکے لیکن جب ضرب تازیانے کا اثر پورا ہو چکا تھا اسی زندان مین تہوڑے وقت کے بعد انتقال فرمایا پہر جب آپکا جنازہ باہر نکلا صحرائی اور دریائی پرندے فوج فوج آکر پر کو پر لگائے ہوے آپکے جنازے پر سایہ ڈالے تہے اور ماتم کرتے تہے اس کرامت نادرہ کو دیکہکر یہود و نصاری و مجوس سے بیست ہزار تک مسلمان ہو گئے یہہ خلاصہ ہے جواہر اربعہ کا ۔ اور اسیطرح جنازے پر ابو ابراہیم مزنی کے جو شاگردوں سے امام شافعی کے تہے اور انکے مذہب کی بڑی نصرت کرتے تہے سبز پرندے سایہ ڈالے تہے کما فی ایقاظ الغافلین پس ان باتوں سے معلوم ہوا کہ علم فقہ انفع علوم ہے اور دین کا ستون اور امام اعظم اور امام شافعی نے اسکو سب علوم سے افضل کر کہا ہے اور فقیہ کی تعریف خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی پس کوئی فقیہ سے کرامت ظاہر نہین ہوئی کہنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتھ معارضہ ہے معاذ اللہ اور ہمین گمان غالب ہے کہ کوئی دوسری نے سلطان العلما عزیز الدین پر یہہ تہمت لگا دی کیونکہ خود وے بزرگ محدث و فقیہ تہے غرض خوب نے اسیطرح اماموں پر بہت طعن کئے ہین جیسا کہ نزہتہ الارواح والے نے کہا ہے ؎ عشق را

بوحنیفہ درس نگفت و شافعی را در وے روایت نیست ۔ مالک از کان عشق بیخبر است و حنبلی را
در وے روایت نیست ۔ سو مولوی باقر نے اسکی تاویل کی ہے سو تاویل بارد ہے مین نے اسکا تہوڑا سا رد تبیین المقاصد مین کیا ہے ۔ غرض مولوی صاحب سے بہت عجب ہے کہ ایسے صریح البطلان

باتون کو نسمجھے اور بے تامل اپنی جواہر مین وارد کیے آٹھوین باب انیسوین صفحے مین شعرانی کے موازین الذریہ

سے نقل کیے وحکی عن الشیخ الاکبر محی الدین انہ کان یقول لیس للغزالی

رحمہ اللہ عندنا زلۃ اکبر من ھذہ الزلۃ فان تکلم فی ذات اللہ تعالی

من حیث النظر الفکری فی المظنون بہ عن غیر اھلہ و اخطاء فی

کل ما قالہ وما اصاب و جاء ھو وامثالہ من المتصوفۃ بابی غایات

الجھل الی ان قال فما سلم احد من التفکر فی ذات اللہ تعالی سوی

الانبیاء علیھم الصلوۃ و السلام و اما غیرھم فلم یقف فی ذلک موقف

الادب بل خاض فیہ علی عمائہ فجھل فمن قائل ھو جسم و من قائل

لیس بجسم و من قائل ھو جوھر و من قائل لیس بجوھر و من قائل

ھو فی جھۃ و من قائل لیس ھو فی جھۃ وما ھکذا امر اللہ تعالی

لا النافی ولا المثبت فقد عم الجھل بذات الخلق کلھم انتھی

حاصل معنا یہ کہ ابن عربی نے کہا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ کی خطایون سے ہمارے پاس بڑی خطا یہ ہے کہ

اسنے گفتگو کی اللہ کی ذات مین اپنی نظر فکری سے مظنون بہ عن غیر اہلہ مین اور خطا کی ہر بات مین

اور کوئی بات برابر نکہا اور وہ غزالی اور اسکے سرکے کچھ صوفیہ نہایت درجہ جاہلی مین آگئے پھر

بعد اسکے یون کہا کہ اللہ کی ذات مین فکر کرنے سے کوئی نہ بچا سوا انبیا علیہم السلام کے ولیکن غیر انبیا

کا پس کوئی شخص اس باب مین ادب کی جگہہ پر ٹہرا نہ رہا بلکہ ہر شخص آنکھہ موند کے خدا کی ذات مین فکر

کرنے گھس پڑا پس ہر شخص جاہل ہوگیا سو ایک کہنے لگا کہ خدا جسم ہے دوسرا کہنے لگا کہ وہ جسم نہین

اور ایک کہنے لگا کہ وہ جوہر ہی اور ایک کہنے لگا کہ وہ جوہر نہین اور ایک کہنے لگا کہ وہ ایک جہت

مین ہے اور ایک کہنے لگا کہ وہ ایک جہت مین نہین حالانکہ حکم نہ کیا اللہ نے نہ ان باتون کے

نفی کرنیوالونکو ونہ ثابت کرنیوالونکو سو گھیرلی جہالت سب لوگ کو انہی اس قول سے پہلے تو امام محمد غزالی
اور انکے سے پہلے صوفیہ خدا باب مین نہایت ڈرتے رہے کہ جاہلی مین ہین سو ثابت ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ
سب لوگ سوائے انبیا علیہم السلام کے صحابۂ کرام سے لیکے امام مہدی تک خدا کے ساتھ بے ادبی کرنے
والے خدا کی ذات مین اپنی عقل سے کچھ کہنا حرام ہے سو اسکا خلاف کرکے عقل سے بات کرنیوالے ٹھہرے
اور خدا جسم نہین اور جوہر نہین اور وہ ایک جہت مین نہین کہنے والے اہل سنت ہین بلکہ سارے صوفیہ
متقدمین جیسا کہ امام ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالے مین انکا عقاید لکھا ہے سو اس قول سے وے بھی
بے ادب اندھا اللہ کی ذات مین عقل سے گفتگو کرنیوالے ٹھہرے معاذ اللہ۔ پس اس قول سے
سارے صحابہ اور اولیاء اللہ وغیرہم کی تجہیل و تضلیل بلکہ تکفیر ان سبکی ثابت ہوتی ہے کیونکہ خدا تعالی
کے ذات و صفات کے اعتقاد مین خدا اور اسکے رسولونکا خلاف کرکے اپنی عقل سے تراشی بات
پر اعتقاد رکھنا بڑا کفر ہے یہود و نصاریٰ اور دوسرے مشرکین ایسی ہی تراش کے سبب کافر ہوئے
پس ایسی تراش ہین سارے خلق کو داخل کردین تبع صحابہ سے لیکے امام مہدی تک کے لوگ کی تکفیر ہو چکی
كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا مولوی صاحب کو کیا
ہوا کہ ایسی بات کو ڈھونڈھ ڈھانڈ اپنی کتاب مین لائے اور اسپر کچھ انکار نکئے طرفہ یہ کہ آپ ساری
اہل سنت کی تکفیر کر رہے ہین ناحق دوسرونکو تکفیر اولیا کرکے بدنام کرتے ہین ایسا مین خدا سے کچھ نہین
ڈرتے۔ اجی مولوی عبدالحی صاحب آپ بھی تو اس کتاب کے معتقد اور فیض یافتہ ہوا اور اسکے مادح پس
تمنے بھی اسکی تکفیر مین شریک ہوئے ہمکو ناحق اولیاء اللہ کے منکر اور مکفر کہے سو وہ بات تمہارے سر پہ پلٹے
اللہ کا کلام کیا سچا ہے جو کہا وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ۔ اجی عبدالحی صاحب آپنے
اس کتاب کو اللہ کا نور ٹھہرایا يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ
مُتِمُّ نُورِهِ کی آیت اسپر تلاوت کی اور اُسکے ایسے بیجا باتونکو کہنے والے اور انکا

سو کرنیوالونکو اللہ کا نور رجہنا دلے ٹہر آے سو آپکی دیانت اور حق گوئی خوب ظاہر ہوگئی ٥
دیانت ہو تو ایسی ہو فقاہت ہو تو ایسی ہو۔ نور اللہ سے مراد اس آیت مذکورہ مین اللہ کا دین
اور اسکی شرح ہی یہہ کتاب تو اسکی صاف مخالف ہے پہر اسکو نور اللہ کہنا اور سراسر ظلمت ممو کو آفتاب
جہانتاب سمجہنا بہت نازیبا ہے ٥ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ علاوہ یہہ کہ تمنی اس آیت مذکورہ
مین بڑی غلطی کی ویابی اللہ الا ان یتم نورہ لکہنا تہا سو واللہ متم نورہ لکہا
غرض یہہ جو مینے چند باتین شروع کتاب کے چار پانچ ورقون سے بتلائی ہین بہی صاف عوام فہم
باتون کے سوا دوسری غلطیونکو ترک کردیا باقی سارے کتاب کے غلطیان ہے جتنا ہین اگر ان سب کی
طرف رجوع ہون تو بڑی کتاب بنجاہے مگر دو چند مقدار اسکی بنجائیگی عاقل کو اسکا حسن و قبح پرکہنے
اتنا بس ہے ٥ این مراتب کہ دیدہ جزوی است ۔ کار کلی ہنوز در قدر است ۔ اور رہ وہ جو
اس سید عارف حاسد بنکے ہزارون اولیاء اللہ کے منکر اور مکفر ہو گئے محض غلط اور سراسر
تہمت ہے بلکہ ہمنے انکی کتاب مین قرآن و حدیث اور اہل سنت کے عقاید کے خلاف مین وجود دیکہ
بہت سے باتین پائین انکا رد کرنا ہمارے پر واجب ہوا سو بڑے بڑے محدثین و فقہا و متکلمین کے اقوال اور مذہب
متقدمین و محققین کے افعال و احوال کے سندونسے انکار رد کرنے لگے اسکو حسد کہنا بڑی نادانی
اور انکے حسد سے ہزارون اولیاء اللہ کی تکفیر کرتے ہین کہنا حماقت کی نشانی کیونکہ انکے حسد سے
ہزارون اولیاء اللہ کے منکر ہونے اور انکی تکفیر کرنیکا کیا سبب ہے وہ تو نہ مولوی صاحب کے قرابتی
تہے و نہ انکے حمایتی ۔ ہم خوب جانتے ہین کہ ایک ادنی مومن کی تکفیر بہی بے رخصت شرع حرام
بلکہ خوف کفر ہی ہزارون اولیاء اللہ کی تکفیر کا کیا حال ہوگا سو پوشیدہ نہین ہے ۔ امر مونو خوب
غور کرو اور انصاف نگندعا اگر ہم مولوی صاحب کے حسد سے ہزارون اولیاء اللہ کی تکفیر کئے ہوتے تو
ہماری بات بڑی جہوٹی ہے ہر جگہ بہی سند ہے تا بس مولوی صاحب کے خلیفے اور معتقدین ہر کہین ہم

بحث کرکے ہمکو لاجواب کرتے اور ہمارے پیر اولیاء اللہ کی تکفیر کا الزام وہ ہر مجلس میں بیٹھکے اسقدر نہ دیتے
کا ہمکو بہکاتے پہرتے اور کسواسطے مجاہلونکا آسرا لیتے ساجی مفتری اگر عوام لوگ جو تمہارے فریب میں سیدھے
ہوئے اور تمہارے دام میں پڑے ہوئے ہیں وہ تمہارے ایسے جھوٹی تہمتونکو باور کرکے ہمارے سے جھگڑنے لگتے
ہوجاتے ہیں اور ناحق ہمکو ستانے لگے ہیں سو اسکا اندیشہ ہوتا تو تمکو ہر مجلس میں اہل سنت کے اعتقاد کا خلاف
کرنیوالے اور اہل سنت کے پیشوا اولیا اور اماموں کو مشرک اور کافر بولنیوالے اور بت اور خدا کو ایک
سمجھنے والے انکو تم اولیاء اللہ لکھتے ہو سو کتابوں سے تبا تبا کر الزام پر الزام دیتے اور تم سے توبہ لیتے
کیا کریں یہ آخر زمانہ ہی ایسا ہے موافق حدیث لیاتین علی الناس زمان یکذب فیہ
الصادق ویصدق فیہ الکاذب رواہ الطبرانی عن ام سلمہ کے سچا
جھوٹا اور جھوٹا سچا ٹھہر گیا ورنہ تم ہمارے رہا نہ کہاں چھپتے **قولہ** اور اولیاء کرام کے بدنام کرنے
اور عوام کو بہکانے کے لئے چند رسالہ بنا کے مشہور کئے ہیں ہندوستان خدا سے بے ادب ہو عامہ مسلمین میں
تفرقہ ڈالے **جواب** ہم اور ہمارے بھائیوں نے جو رسالہ بنائے وجودیہ جو عالم و اللہ کو ایک سمجھتے
اسی ذات کے سب نانا اشیا صورتیں ہیں کہتے بت اور خدا دونوں حقیقت میں ایک ہیں سمجھتے اور
بت پوجنے کو خدا کی عبادت جانتے ہیں اور فرعون کی خدائی کے قائل ہیں اور ہمارے پیغمبروں سے
خصوصاً سب انبیا سے بھی آپکو فائق اور اپنے فیض بخش جانتے ہیں اور خدا کو مختار بولنا جائز نہیں کیونکہ
کوئی کام اپنے اختیار سے نہیں کرتا بولتے ہیں اور اہل سنت جو عالم کو غیر خدا کہتے ہیں سو انکو مشرک
کہتے ہیں اور بھی ایسی ہی خلاف عقاید اہل اسلام کے کئی باتیں ہیں سو انکے رد میں بنا دیے ہیں تا کہ مسلمان
اور گمراہی صاف بتلائے انہیں اولیاء کرام کو بدنام کرنے اور عوام کو بہکانے اور عامہ مسلمین میں
تفرقہ ڈالنے کی بات کہاں ہے، ناحق جھوٹ بول کے روسیاہ ہونا اچھا نہیں اگر یہ صاحب انہیں جو
کو اولیاء کرام کہتے ہیں تو ہم کہینگے ع گر ولی اینست لعنت بر ولی ع آنکہ بود [illegible]

متقیش نام کنند ولی ، ویسے صاحب کو اولیاء حق کی پہچانت ہوتی اور سلطان العارفین بایزید
بسطامی کا قول جو ایک شخص مشہور بولایت کو دیکھنے گئے سو وقت وہ شخص قبلہ کی طرف
تہوکا پس اسکو اسلام نکئے اور سمجہے کہ یہ ولی نہین کیونکہ اسکو دین کے آداب نظر مین نہین الی آخرہ
کما فی الطریقۃ الاحمدیہ وغیرہا اسکو معلوم ہوتے تو ایسونکو اولیاء کرام نکہتے سبحان اللہ حضرت
بایزید بسطامی قبلہ کی طرف تہوکا سو اسکو ولی نسمجہا حالانکہ وہ شخص لوگو نمین ریاضت
ومشہور بولایت تہا اور ویسے لوگ سکو دیکہو کہ وجودیہ اسنے کفریات اور ہذیانات کو دیکھتے
ہین پہر انکو اولیاء عظام و صوفیہ کرام کہتے ہین ویسے لوگ کی سمجہ نبی بی تمیزو کی سمجہ کی سی
معلوم ہوتی ہے کہ اسنے باوصف خباثت وظہور خباثت عشا کے وضو سے صبح کی نماز گذرانی
تہی وضو گیا نہ سمجہتی تہی ایسا ہی لوگ بہی وجودیہ مین منافی ایمان ہزارون باتین دیکہتے
ہین پہر انکو منتہاء ولایت سمجہتے ہین ۵ ببین علم و دانش بباید گریست ؛ قولہ اگرچہ ان کے
رسالے لایق جواب نہین لاکن جب اولیاء اللہ کی تکفیر تک نوبت پہنچ گئی اور عوام کے ایمان
کی بربادی پہنچنے لگی اہل حق کو لازم ہوا کہ اولیاء وجودیہ کی حقانیت بیان کرین ومسئلہ
وحدت الوجود کا مذکور کریہ ضرور تہا **جواب** اور رسالے لایق جواب نہین کہنا صرف نادانی
ہے کیونکہ تمہارے عندیہ مین ان کے سبب سے اولیاء اللہ کی تکفیر تک نوبت پہونچگئی اور عوام کی
ایمان کی بربادی پہنچنے لگی پس ایسے رسالونکا جواب لکہنا لایق نہو تو پہر کونسے رسالونکا جواب
تمہارے پاس لایق ہوگا ۔ ابہی غضب تہا تمہارا یہ عذر لنگ ہے ۔ حقیقت یہ ہے تو انکے جوابات
مین تمہارا قافیہ تنگ ہے اور زبان قلم لنگ ۔ کیا خاک جواب دینگے وہ صمصام الاسلام
مین تمہارے اولیاء وجودیہ بت کو مین خدا اور بت پرستی کو خدا پرستی لکہے ہین سو پہلے
انکے معتبر کتابونکی عبارت سے ثابت کرکے پہر اسپر چہار معتبر بزرگون کی گواہی گذرانی ہے

اسطرح پر کہ خصم کو جا بجا جو چاہا اتہام نہیں ہے ویسا ہی اسی رسالے مین وجودیہ اہل سنت کے ساتھ
کلمے کے معنے مین مخالفت کہتے ہین یعنے سارے موجودات کو ملا کر ایک اللہ سمجھنا یہ کلمے کا معنا ہے
کہتے ہین سو تمہارے مرشد کے غایۃ التحقیق کی عبارت سے ثابت کرکے بآیات قرانی رد کیا ہے
اور تائید الدین مین وجودیہ تابعان فلاسفہ و مخالف عقاید انبیاء اللہ ہین سو باسناد قریہ
ثابت کر چکا ہون ان سب کا جواب باصواب قیامت تک تم سے کیا ہو سکیگا اسی پر دوسرے ہمارے
رسالونکا حال قیاس کر لیجیے۔ اور جو کہے کہ ان رسالون سے سب اولیاء اللہ کی تکفیر تک نوبت
پہنچگئی سو یہ بالکل صاف تہمت ہے۔ ہان تمہارے اولیا جو دشمنان خدا اور مخالفان انبیا ہین
البتہ انکی تکفیر کی نوبت سات سو برس کے قریب سے پہنچی ہے سو مشرق و مغرب کے مومن محسن جنکے
ہین ان رسالون پر کیا موقوف۔ اور ان رسالون سے عوام کے ایمان کی بربادی ہوگئی ہے
سو بھی بیجا ہے کیونکہ ان رسالون مین عقاید اہل سنت کے مطابق اعتقاد رکھنے اور انکے
خلاف مین ملحدی اعتقاد سے پرہیز کرنیکی دعوت ہے اس مین عوام کے ایمان کی بربادی سمجھتے ہین
کیسی عقل ہوگی اور کیسی دینداری ہے ۵ برین دین و دانش ببایدگریست ۵ اور جو کہے کہ اہل
حق کو لازم ہوا کہ ادلہ وجودیہ کی حقانیت بیان کرین سو یہ بھی زعم باطل ہے کیونکہ اگر تم اہل
حق ہوتے تو اس حق کو میدان مین لاتے۔ اور اپنے مخالفونکو مقابلے کے واسطے بلاتے۔ ابھی یہ
تمہاری اور تمہارے اولیا کی حقانیت محض موہوم ہے اسکا بطلان جا بجا انہین رسالونکے ناظرین انصاف
آئین کو معلوم قولہ پوشیدہ نرہے کہ منکرون نے تصوف کے مسئلونکا انکار اول جو شروع کیا کتاب
ایضاح الحق کو اپنی دستاویز ٹھہرایا جواب عبد الحی صاحب نے وجودیہ کے مہملات کو تصوف
کے مسئلے سمجھا و منادنکے منکرونکو مطلق تصوف کے منکر ٹھہرا سو بیجا ہے کیونکہ وجودیہ کا تصوف جسمین
وحدۃ الوجود وغیرہ کی گفتگو ہے تصوف اہل سنت نہین ہے، تصوف اہل سنت اور ہے اور اسکا

موضوع جدا یعنے اسمین تزکیہ نفس و تصفیہ روح کا بیان ہے یعنے نفس کی پاکی کسطرح کیا جاتی ہے
اور صفائی روح کی حاصل کرنیکی راہ کونسی ہے اور اسکے ثمرات کیا ہین اسکا بیان ہے، اس تصوف
کے ہم معتقد اور اسکے خواہان ہین۔ دوسرا وجودیہ کا اہل تصوف ادعا اسکا موضوع جدا ہے یعنے
اسمین بیان خدا کی ذات کا ہے اسطور پر کہ اسکا ظہور کیا اور باطن کیا وہ ایک ذات سے کثرت
کسطرح پیدا ہوی اور کسطرح عالم کے لباس مین ظاہر ہوی الی غیر ذلک من الہذیانات المخالفۃ
للشریعۃ المطہرۃ ہم اسکے بیشک منکر ہین اور حقیقت مین یہہ زندقہ ہے تصوف کے نام سے اسکو رواج
دیتے ہین۔ اس نام کے دام مین عوام کو لیتے ہین۔ علامہ سعد الدین تفتازانی نے رسالہ
فاضحۃ الملحدین مین کہا ویروجون الزندقۃ بتسمیتہا بعلم التصوف ترجمہ یہ لوگ
ملحد ہین یعنے رواج دیتے ہین اپنے زندقے کو نام اسکا علم تصوف رکھکر انتہی جیسا کہ شروع رسالے
مین گذرا اور وہ جھگڑا بنا اس انکار کا کتاب ایضاح الحق ہے سچ ہے ہم نے جب اسمین مولانا
شہید نے وحدۃ الوجود کو اعتقادی بدعتون مین شمار کیا اور صراط المستقیم مین بھی اسکو از جملہ بدعات لکھا اسکے
معتقد و حکم ملاحدہ وجودیہ فرمایا سو دیکھے تب اسکی کھوج مین پڑا اور اسکی تحقیق کے درپے ہوئے
سو حق و باطل کی تفصیل ہم نے اچھی طرح حاصل ہوی مخالفونکو رد کرنیکی طاقت کامل ملی قولہ دوسرا کتاب
تو سنت و بدعت کے فرق بتلانے مین تصنیف پائی نہ مسائل صوفیہ کے رد و ابطال مین جواب جب
تمنے وہ کتاب سنت و بدعت کے فرق بتلانے مین تصنیف پائی کہا پھر وحدۃ الوجود کا اعتقاد بدعت
ہوتے اور اسکو انکار کرنے سے اس کتاب کو دستاویز ٹھہرا انکا انکار کیا سو یہ سمجھی اور کم علمی کا سبب ہے
کیونکہ مولانا شہید نے اسی کتاب مین کہا جو چیز کہ اللہ تعالی کے پاس بندیکو نفع دینے والی نہین
سو اسکو نفع دینے والی سمجھنا جو چیز کہ اللہ تعالی کے نزدیک بندیکو ضرر پہنچانے والی نہین سو اسکو ضرر
پہنچانے والی جاننا اسکو بدعت حقیقیہ جانئے انتہی سو اب کہو تم اور تمہارے پیشوا یا وجودیہ ہین یا

ملاحظہ کیجیے ... صاحب
... کی عبارت ہے ۱۲

اعتقاد کو خدا کے پاس نفع دینے والا سمجھتے ہین یا نہین۔ اگر کہوگے سمجھتے ہین تو ہم کہین گے اس اعتقاد
کو نافع عند اللہ سمجھنا یا اگر سند صحیح ہو تو مولانا کا قول جو عقاید دینیہ کے جنس سے شمار کر دیا ہے لیکے
حین یہہ مسئلہ بدعت حقیقیہ کے قبیل سے ٹھہرا ہی کہ سو باطل ٹھہرتا ہے ایسا تو تم بھی نہ کہہ سکوگے کیونکہ تفصیل
مولانا کے اس قول کو یہ بھی تم سمجھے اکیسوین عدد کے صفحے مین مسلم رہا ہے مصنف اس کلام مین ہمکو کلام نہین
کہا اور اگر بے سند صحیح نافع سمجھتے ہین تو یہی بدعت حقیقیہ مین داخل ہو جاتا ہے اور اگر کہوگے اس
اعتقاد کو نافع عند اللہ نہ سمجھتے ہین پس تمہارے بزرگون نے اس مسئلے کے اثبات مین اہتمام جو ادرگئے کتب
ورسائل جو لکھا وسواس کے سمجھنے اور حاصل کرنے مین محنت ومشقت جو اٹھائی سو اسکے نظر کرتے
مولانا قول کے مطابق البتہ بدعت حکمیہ مین مندرج ہوتا ہے پس تمہارا وہ سارا غوغا بیجا ٹھہرا
اور تمہارے بزرگان موجودیہ اشتغال لاطائل اور کار لایعنی کے مرتکب ہونیکے باعث از جملہ اہل بطالین
ٹھہرے سنا نہ زمرہ وصالین۔ زبدۃ الاولیا قدوۃ الاتقیا حضرت سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ
نے اپنی ملفوظات مین فرمایا الاشتغال بما لا یعنی شغل البطالین المہوسین
المحرومین من مراد مولاہم من لم یعمل بما امر واشتغل بما لم یومر بہ ھذا
ہو الحرمان بعینہ والموت بعینہ والطرد بعینہ انتہی ترجمہ شغل
ہونا بیفائدہ کام مین بیہودہ ہوسی لوگونکا کام ہے رہتا ہے مولا اپنے سے محروم وہی جسنے عمل نکیا اس
بات پر جسکا اسکو حکم ہوا اور مشغول ہوا اس کام مین جسکا حکم نہوا تھا یہی بے نصیبی ہے اور یہی موت دل کی
ہے اور خدا کے درگاہ سے ہانکے جانا یہی ہے انتہی اور شرف الدین بخاری نے بھی نامحق دینا
مین کیا خوب کہا ہے ع انچہ او گفت غیر آن کردن ہست سہو بجز زیان کردن۔ عبد الحی
پر بڑی مشکل پڑی انکی کہاوت انہی پر پلٹی کیونکہ انہون نے مولانا شہید کو پیر طریقہ ماننے ہو
اور موجودیہ کو بھی پیشوا جانتے ہین اب کس کسکا منکر ہوگا اور کسکس کے قائل۔ نہ ادہر کے ہوسکے

ہین ونہ اُدہر لا الی ھٰؤلاء ولا الی ھٰؤلاء ہوا۔ اب ہم خیر خواہی سے ایک بات بتاتے ہین اپنے
انکی مخلصی واسطے اِس ہے تا وہ یہہ ہے کہ جیسا کہ مولانا شہید کے قول کو تسلیم کرلئے اُسکے مطابق وحدۃ الوجود
کو بدعت حقیقیہ اعتقاد کرکے اسکے منکر ہو جاتے - اگر کوئی کہے کہ تم آگے وحدۃ الوجود کے قائل تھے
سو اب کیا سبب منکر ہو گئے کہو کہ ہمین اپنے مرشد کے مجدد ہے گا اور کئی سے علماء الوہابیہ فقط لکہینگا
اعتبار کرکے حسن ظن سے اِس مسئلے کے حقانیت کا قائل اور اسکے طرف مائل تھا - اب ہمارے مرشد
کے بہائیون کو اللہ تعالیٰ جزاء خیر دیوے کہ انکی تقریر و تحریر سے بطلان اِس مسئلے کا ہمین بدلائل
روشن ہو چکا تو اِس مسئلے کا منکر ہو گیا جیسا کہ امام ربانی اور کئی بزرگون نے آگے اِس مسئلے کے
قائل تھے پہر بعد ظہور بطلان اِس مسئلے کے منکر ہو گئے - اگر کہو گے مولانا شہید نے جیسا کہ وحدۃ الوجود
کو بدعت حقیقیہ و حکمیہ مین اسکے قیدونکے ساتھہ داخل کیا ہی ویسا ہی وحدۃ الشہود و بعض
مسائل متکلمین کو بہی اِسی سلسلہ مین داخل کیا ہی پس جب وحدۃ الوجود بدعت ہین کے قائل ہون تو
وحدۃ الشہود و بعض مسائل متکلمین کے بدعت ہین کے بہی تم قائل ہونا ضرور ہے یا نہین ہم کہینگے
ضرور نہین کیونکہ وحدۃ الوجود کا بدعت ہین جو مولانا کے قول سے ثابت ہوتا ہے سو تم بہی
مسلم رکہے اور ہم نے بڑی تحقیق کے بعد مسلم رکہا اور اس بدعت کو منجر بکفر سمجہا برخلاف دوسرے
مسائل مذکورہ کہ بعض انکے بدعت ہونے مین توقف اور جائے نظر باقی ہی بعد امعان نظر انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے
پر کیا کہولتا ہی سو معلوم نہین قولہ وحدۃ وجود و شہود اور دوسرے صوفیاء و متکلمین کے چند مسائل
اس کتاب مین کئی قیدون اور شرطون کے ساتھہ سلسلۂ بدعات مین شمار کئے جاتے منکرون نے اپنی
بے فہمی سے ان مسئلون کے بطلان پر حمل کئے بدعت اور بطلان مین تمیز نکرسکے جواب علامہ لکہنوی
صاحب کی یہہ عبارت اِس بات پر صاف دلالت کرتی ہی کہ کوئی چیز بدعت حقیقیہ یا حکمیہ ہونے کے
قیدون اور شرطون کے ساتھہ پائی جاوے تو اس کا بدعت ہین ثابت ہوتا ہے نہ اس کا بطلان

بدعت ہین کو اسکے بطلان پر حمل کرنا بے فہمی ہے وہ بدعت باطل نہین ہے بدعت کو باطل سمجھنا بے تمیزی ہے۔ حیف ہے عبد الحی صاحب کے علم وفہم پر افسوس ہے انکے عقل و تمیز پر انکے پاس کوئی چیز بدعت ہونیکے شرطون کے ساتھہ پائی جاوے تو کبھی بری اور باطل نہین ہے۔ آجی عبد الحی صاحب بدعت کو باطل سمجھنا بے فہمی ہے تو بدعت کو حق سمجھنا ضرور ہوا لیس اس صورت مین اہل بدعت تمہارے پاس اہل حق ٹھہرے اب اہل سنت کو کیا کہوگے سو معلوم نہین عجب ہے کہ جاہل بہشتی بھی بدعت کو بری اور باطل سمجھتا ہے لیکن اپنی نادانی سے اپنے کام کو بدعت نہین سمجھتا عبد الحی صاحب کو کیا ہوا کہ اس مسئلے کے بدعت ہونیکے قائل ہوکر اسکو باطل نہین سمجھتے **قولہ** منکرون اور غالیون نے ترجمہ اول کو سند کرکے انکار تصوف مین جو غلو مچایا ہے اور انکے رسالون سے جو عوام مین نظر مین آئے انکے جواب باصواب اسکے حاشیہ مین لکھے تا صوفیہ اور اولیا عظام کی حقانیت ثبوت کو پہنچے اور عامہ مسلمین سے رفع اشتباہ ہووے **جواب** ہمکو منکر جو کہے سچ ہے تمہارے فلسفی متصوفہ کے البتہ ہم منکر ہین اہل سنت کے تصوف کے جیسا کہ تھوڑا آگے اسکا بیان کردیا وجودیہ کے جہل تصوف کا جو حقیقت مین زندقہ ہے ہر ایمان والے کو بھی انکار ضرور ہے لیکن ایضاح الحق کے ترجمہ اول کو سند کرکے اس تصوف کے انکار مین غلو مچایا جو کہے سو نقط عوام فریبی ہے اور نری نادانی کیونکہ فقط ترجمہ ایضاح الحق سے سند اسطرح کے لئے رسالہ کہ جن سے وجودیہ کا قافیہ تنگ ہوگیا ہے اور انمین سیکڑون اقوال محدثین و فقہا و متکلمین و صوفیہ متقدمین و محققین متاخرین کے ہین کیونکہ بن سکینگے اور وہ اقوال اس ترجمہ مین کہان ہین اجی صاحب ہمارے ان رسالون کے ماخذ بڑے بڑے تفسیرین اور بڑے بڑے حدیث کی شرحین تھہرے جیسے فتح الباری اور خیر الجاری اور شرح صحیح مسلم اور مجمع البحار اور شرح رسالۂ قشیریہ اور علامہ تفتازانی کے کتب و رسائل اور ملا علی قاری محدث کے کتب و رسائل اور مکتوبات امام ربانی وغیرہا بہت سے

ہین کہانتک شمار کرین ان رسالونکے ناظرین پر ان اقوال کے ماخذ ظاہر ہونگے ہو۔ اور ہمکو غالی جو کہا بہت بیجا کیئے کیونکہ غالی وہ ہین جو دین مین حد سے بڑھ جانے والیکو کہتے ہین جیسے سنت مستحب کو واجب وفرض کے درجے مین سمجھا اور اسکے ساتھ واجب فرض کا اہتمام بجا لاوے یا مکروہ کو حرام اور حرام کو کفر ٹہرا دے یا مکروہ و حرام کے مرتکب کو کافر کہے اسطرح کا غلو ہمارے کلام مین کہان ہے سو بتلائے ورنہ تم جھوٹے ٹہروگے۔ اور وہ جو کہے ان کے رسالون سے جو اعتراضین نظر مین آئے سو ان کے جواب باصواب لکھے یہ فقط زعم ہے بلکہ کہین جواب ناصواب ہے کہین تو بالکل گریز کر گئے ہین سو جانبین کے رسالونکے ناظرین پر پوشیدہ نہین۔ اور ان جدید کو صوفیہ کرام و اولیائے عظام جو لکھے اُسکا بطلان ہمارے اس رسالے کے تحریر سابق سے تمکو پہنچا ہی حاجت اعادہ نہین قولہ لہذا ایک رسالہ لکہا اور نام اسکا یہ بجنیار کہا **جواب** اجی عبد الحی صاحب اس رسالیکو اس نام سے کیا مناسبت ہے یہ رسالہ تو الحادی وحدة الوجود اور اُسکے قائلین کی تائید مین بنا ہی اس وحدة الوجود سے دین محمدی اور دین موسوی بلکہ سارے ادیان انبیا علیہم السلام منہدم ہوتے ہین اور فرعونی بات کی ترقی ہوتی ہے تفصیل اس محل کی یہہ ہے کہ تمہارا امام الائمہ ابن عربی نے اپنی فصوص مین کہا سو ملا علی محدث نے اپنے رسالے مین لائے ہین اسکا خلاصہ یہہ ہے کہ فرعون جو انا ربکم الاعلی کہا یعنے مین تمہارا پروردگار اعلی ہون کہا سو سچ کہا کیونکہ اُسنے صاحب تیغ اور صاحب حکومت تھا۔ اور وہی ملا علی قاری نے بسند صحیح شیخنا ابن المحب عبد اللہ بن احمد مقدسی سے نقل کیا کہ انہون نے فرمایا ؎ دعا ابن العربی الانام لیقتدوا باعورة الدجال فی بعض

ہلاک کرے۔ اور علامہ شرف الدین ابن المقری نے اپنے قصیدۂ طویلہ میں کہا ؎ و صدّق

فرعون فی صحۃ قولہ ۔ انا الرب الاعلی و ارتضی کل ساحر ۔ واثنی فرعون

بالعلم و الذکا ۔ و قال بموسی عجلۃ المتبادر ۔ کما نقل القاری رح

فی رسالتہ علامہ ہیں کہ ابن عربی نے تصدیق کی فرعون کے قول کی اور اسکو صحیح کہا وہ قول انا

ربکم الاعلی ہے اور کہا کہ موسی علیہ السلام پر ایمان لاسے جادوگروں نے بھی اثبات کو پسند کیا

اور وہ ابن عربی نے فرعون کی تعریف کی ساتھ علم اور ذکاوت کے اور موسی علیہ السلام کو کہا کہ انہیں جلدی

تھی انتہی اور بنگلور میں مظہر الحق میں دیکھا غالب یاد ہے کہ اسمیں کہا کہ فرعون اور نمرود جو دعوی

خدائی کرتے تھے سو یہی وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھتے تھے پس یہ رسالہ جو فرعونی عقیدے اور فرعون کے

سر والے اور اسکی بات کو حق ٹھہرا لینے والے کی تائید میں بنا ہے اسکو ید بیضا کہنا کیونکر درست ہوگا

بلکہ اسکو ید بیضا کہنا یہ شیطان کے دست سیاہ ہی کہنا سزاوار ہے ؎ ید بیضا نہیں بل پنجہ

شیطان ہے یہہ ۔ نا قصرین کے لئے غارتگر ایمان ہے یہہ ۔ **قولہ** صوفیہ دو وجود کب قائل ہیں تا عالم اور

حق کے دو وجود کو ایک جانیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ وجود ایک ہی ہے اور وہ خاص اللہ ہی کا ہے نظر کو

اور اللہ تعالی بالذات موجود ہے اور عالم بالذات معدوم ہے پر عالم کے تعینات اور تشخصات جو نظر آتے

ہیں صوفیہ اسکا بھی انکار نہیں کرتے ہیں اور انکے حدوث و غیریت کے بھی قائل ہیں **جواب**

عالم بالذات معدوم ہو تو موجود بالغیر ہے کیا چیز مانع ہے پس تمہارے قول سے بھی دو وجود

ثابت ہوئے نہیں کچھ تعدد نہ رہا ایک موجود بالذات دوسرا موجود بالغیر ۔ دیگر جب وجود عالم کے حدوث

اور غیریت کے قائل ہیں تو دو وجود کے قائل ہونا لازم ہوچکا ایک موجود حادث یعنی عالم دوسرا

موجود غیر حادث جو موجود حادث کا موجد ہے یعنی خدا اگر نہ حادث کا پایا جانا بغیر موجد لازم آتا ہے

یہہ تو محال ہے پھر صوفیہ دو وجود کے کب قائل ہیں کہنا تناقض صریح البطلان ہے ۔ دیگر جب اللہ تعالی

موجود بالذات اور عالم بالذات معدوم ہو تو ان دونوں میں نسبت تباین و تضاد کی ثابت ہوئی
تم خود اس نسبت کے پہ بعینہا کے تیسرے صفحے میں قائل ہو سکے ہے الضدان لا یجتمعان
پھر عینیت کی نسبت عالم و اللہ میں ولو من وجہ کسطرح ثابت ہو سکیگی یہہ جا عینیت حقیقی پھر
تم اور تمہارے پیشوایون نے عینیت حقیقی کے قائل ہین سو الضدان یجتمعان کے قائل ہونا
لازم آیا سبحان اللہ عبد الحی صاحب کی کیا تحریر ہے کہ ایک ہی بات کی تقریر مین کہین الضدان
لا یجتمعان ہے اور کہین الضدان یجتمعان پس ہمارے باب مین عارو کے مقولہ ؎ ہر بی عقل
و دانش بباید گریست ؛ کا آپ ہی پر صادق آیا ؎ بر بلندان سخن کسے کہ خود است بلند
بر کہ فلک تیر و خود است ؛ دیگر اینکہ عالم کو بالذات معدوم سمجھنا اور عالم کے تعینات و تشخصات
جو نظر آتے ہین انکا بھی انکار نکرنا اور انکے حدوث و غیریت کے بھی قائل رہنا پھر عالم و اللہ مین
عینیت من وجہ کے قائل رہنا بالکل نادانی ہے اور صاف بے ایمانی کیونکہ عینیت کے جب سے
خدا تعالے کا حدوث اور عالم کا قدم ثابت ہوتا ہے یہہ تو بالاتفاق کفر ہے قولہ انزال کتب و ارسال
رسل وعدہ وعید و سزا و جزا و ثواب و عقاب غیرہا کو جو بندگون سے متعلق ہین وہ سب حق
جانتے ہین جواب وجودیہ کا ان باتون کو حق جاننا باوجود قائل رہنے ایک وجود اور
عینیت کے انکو کچھ فائدہ نہین بخشتا ہے بلکہ اسطرح کے حق جاننے سے وہ دین کی جہت سے کافر اور عقل کے
جہت سے نادان ٹہرتے ہین اجی صاحب اگر ایک ہی وجود ہو تو کتاب مین کیا انکا منزل اور
منزل الیہ کون اور مرسل کون اور مرسل اور مرسل الیہ کون اور وعد و وعید و سزا و جزا کسپر اور
اور بندہ کون بلکہ یہہ سب باتین صاف وحدت وجود موجود پر دلالت کرتی ہین اسکا منکر بداہت
عقل ہے اور یہہ ابو جہل قولہ اس عقیدہ مین متکلمین اور شہودیہ وجودیہ سب کے سب متفق ہین
جواب اس عقیدہ مین کہنے سے ایک وجود مین اور تعینات و تشخصات مین بھی سب متفق ہین

سریکا معلوم ہوتا ہی یہہ بات غلط ہے اگر کہین گے کہ اشارہ اللہ تعالی کے موجود بالذات و عالم معدوم بالذات
اور ما نزال کتب وغیرہا کو حق جانتے ہین کہے سو ہکی طرف ہے ہم کہین گے تمہاری عبارت بڑی قاصر ہے
مراد کو جامع غیر مراد کو مانع نہین یہہ کم علمی کا سبب ہے **قولہ** لاکن اتنا ہی فرق ہے کہ وجودیہ کہتے ہین
کہ عالم کو وجود مستقل نہین ہے یعنے دوسری ہستی نہین اللہ ہی کے پرتو وجود سے فیضیاب ہین پر جو انکی ہستی
نظر آتی ہی اسکو وجودیہ نہین کہتے بلکہ نمود بے بود **جواب** اس عبارت سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ وجودیہ
اور متکلمین مین فرق یہی ہے کہ متکلمین کے پاس عالم کو وجود مستقل ہے یعنے خدا کی ہستی کے سوا دوسری
ہستی ہی اگر اس ہستی سے اللہ تعالی کی پیدا کیا ہستی مراد لئے ہو تو صحیح ہے لیکن اسکو وجود مستقل
کہے سو غلطی کئے کیونکہ جو وجود کہ محتاج بالغیر ہے اسکو متکلمین وجود مستقل نہین کہتے اور وجودیہ اسکے
خلاف مین عالم کے ہستی کو دوسری ہستی نہین اللہ ہی کے پرتو وجود سے فیضیاب ہین کہتے ہین
کہے اس سے معلوم ہوا کہ عالم کی ہستی انکے پاس مخلوق خدا نہین غیر مخلوق ہے ورنہ متکلمین مین
اور وجودیہ مین کچھہ فرق نہین رہتا پس خدا تعالے وجودیہ کے پاس خالق نرہا اور عالم مخلوق ہوا سے
یہہ اعتقاد بھی صاف کفر و الحاد ہا ہے اور بھی انکی عبارت سے دو وجود ثابت ہوتے ہین کیونکہ انہونے
وجود عالم کو وجود حق سے فیضیاب ہے کہا تو وجود حق فیض بخش ٹہرا پس دو وجود ثابت ہوئے ایک
فیض بخش دوسرا فیضیاب پہر صوفیہ دو وجود کے کب قائل تھے پس انکا کہنا سراپا غلط ٹہرا۔ دیگر انکا عالم
کی ہستی دوسری ہستی نہین کہنے سے وہ خدا ہی کی ہستی ہوئی پہر یہہ وجود حق سے فیضیاب
کہنے سے دوسری ہستی ٹہری کیونکہ ایک ہی ہستی فیض بخش اور فیضیاب بھی ہونا محال ہے پس
عبد الحی صاحب کے کلام مین تناقض ظاہر البطلان بھی ثابت ہو چکا۔ اور عالم کی ہستی جو نظر آتی
ہے اسکو وجودیہ نہین کہتے ہین بلکہ نمود بے بود کہے سو بداہت کے خلاف ہے مکر بداہت عند العقلا
از جملہ محالات نہین ہے قول اسکا ساقط الاعتبار ہے نزد اہل دین **قولہ** اور جب وجود حق کو صوفیہ سے

جدا کریں موہوم و متخیل ہو جاویں **جواب** اس سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وجود حق صورتونکو شبیہ
ہے یہ عالم سے ملا ہوا ہے اس سے جدا کریں تو عالم موہوم و متخیل ہو جاوے الا وگرنہ موہوم و متخیل نہیں
ق یہہ بات معارض ہدایت عقل ہے اور مخالف صراحت نقل **قولہ** اور صوفیہ غیر حق پر جو اطلاق
لفظ وجود سے بھی احتراز کرتے ہیں یہہ احتراز ہوئے شرک سے بچنے کے لئے ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ
حق کے مقابلہ میں خلق کو بھی وجود ہے کہنا شرک ہے یہان کوئی خوش فہم وجودیہ اس قول
سے علماے ظاہر کا کفر لازم آتا ہے کہکے نہ سمجھے کیونکہ علماے ظاہر کے قواعد جدا ہیں اور علماے باطن
کے جدا اور اس سے مراد شرک خفی ہے نہ شرک جلی تا کفر لازم آوے **جواب** حق کے مقابلے میں
یعنے حق تعالے کو بھی موجود ہے اور خلق کو بھی موجود ہے کہنا وجودیہ کے پاس شرک ہو تو اگرچہ شرک خفی ہو
پس انسان کو سمیع و بصیر کہنا بھی شرک ہوا کیونکہ خدا سمیع و بصیر ہے پر انسان کو بھی سمیع و بصیر
کہنا وجودیہ کے قاعدے سے شرک لازم آتا ہے حالانکہ خود خدا تعالے سورۂ دہر میں فرماتا ہے اِنَّا خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝ اب وجودیہ کے
قاعدے سے قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا سو اسکے مطابق کہنا اور اعتقاد رکھنا بھی شرک
ٹھہرا واہ وجودیہ نے اچھی توحید نکالی کہ جس سے قرآن کے فرمان پر اعتقاد رکھنا بھی شرک ٹھہرتا ہے
اب وجودیہ کو ضرور ہوا کہ مطابق اپنے قاعدے کے آپ کو سمیع و بصیر نہ سمجھیں قرآن کے خلاف
میں اصم اور اعمی اپنا نام رکھیں اس نام سے انکو مناسبت بہت ہے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ
دوسرا یہہ کہ علماے ظاہر جو دو وجود کے قائل ہیں انکے نزدیک گرفتاران شرک خفی ہیں پس اس قول
سے چاروں امام اور انکے شاگرد جو مجتہدان ظاہر ہیں شرک خفی کے مرتکب ٹھہرے کیونکہ وہ سب دو وجود کے
قائل تھے چنانچہ مولوی رشید الدین صاحب غایۃ التحقیق میں سوال سیوم کے جواب میں لکھتے ہیں کہ دو
وجود کے قائل مجتہدان ظاہر ہیں عبارت اسکی یہہ ہے باید دانست کہ مسئلہ وحدۃ الوجود و وحدت

الشہود بقیاس مجتہدان باطن و مسئلہ اینست وجود بوجہیکہ عملی بقیاس مجتہدان ظاہر مستنبط گردیدہ

است انتہی۔ شرک خفی اگرچہ کفر نہین ولیکن کبیرہ سے کم نہین کیونکہ ریا بھی شرک خفی ہی اور وہ حرام

اور کبیرہ ہے بس یہ ایمہ دین کہ جنکے بڑے بڑے صوفیہ و اولیا اور علما انکے تابع ہین اور وہ حضرات

سب کے سب عارفان کامل تھے کوئی انمین درجہ قطبیت اور کوئی درجہ صدیقیت کے واصل تھے جیسا کہ

مو کو باقر اپنی ایقاظ الغافلین مین شیخ عضد اللہ شیرازی سے نقل کیا کہ انہون نے کہا آنچہ ابو یزید بسطامی

وابو القاسم جنید را از معارف و حقایق حاصل بود شافعی و ابو حنیفہ را حاصل بود مع شئ زائد از علم

شریعت و احکام آن انتہی جیسا کہ آگے بھی گذرا۔ اور بھی اسی مین ہے او بزرگی از ابو العباس خضر از

احوال امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ پرسید فرمود صدیق است انتہی۔ اور امام شافعی کی

قطبیت آگے کے اقوال سے معلوم ہو چکی۔ اور امام مالک کی بزرگی تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے زبان مبارک سے ثابت ہو چکی سو مشہور ہے اور امام شافعی انکی تعریف مین فرماتے ہین اذا ذکر

العلماء فمالک النجم یہ قول وہی ایقاظ وغیرہ مین مذکور ہے اور امام ابو ابراہیم مزنی

کی کرامت کا حال جو سبز رنگ کے پرندے انکے جنازے پر سایہ ڈالے تھے سو وہی ایقاظ سے مذکور ہو چکا

ان سب کے اعتقاد پاک کو شرک کہنا کس قدر جرات و بے ادبی ہے سو عقلمند و ہشیار پر پوشیدہ نہین

ہے کہ شاہ محی الدین صاحب نے اپنی جواہر مین امام محمد غزالی رح اور ان کے سرگروہ صوفیہ شیخ اکبر

کو ابن عربی کے قول سے ایسے جاہل اور بے ادب ٹھہرائے کہ جس سے انکا کفر ثابت ہو جاتا ہے اور

آپکے خلیفے مولوی عبد الحی صاحب نے ائمہ دین جو چارون امام اور فقہا و محدثین و متکلمین ہین ان کے اعتقاد

پاک کو وجودیہ قول سے شرک ٹھہرائے پھر اس قول کی تعریف ان لوگ کی توصیف مین کیے

سبحان اللہ ان بزرگون کی کیا اچھی توحید ہے اور کیا احتیاط شدید کہ شرک خفی سے بھی پرہیز

احتراز کیے ہین اور حق تعالی کو عالم وراء الورا ثم وراء الورا جانتے ہین سبحان اللہ کیسے قول

ایمان و دین کی نہایت مذمت ثابت ہوتی ہے اس قول کے سبب آن کے مخالف وجودیہ کی
تعریف ہو رہی ہے تا خاک شہر انکے جہوٹ پر اگر وہ بہی توحید اور انکی بڑی احتیاط ہوتی تو اسقدر اہل سنت
کے اکابر ومن کی انتہا کی اشمال اور انکے اعتراضات کے جہگڑے سے انکا منہ لال کا ہیکو ہوتا بالفعل ہمارے
رسالے سے بہی انکی بہی توحید کا کچہ حال ناظرین پر پوشیدہ نر ہیگا اور وہ ان کے یقین کے لیے اولئک ہم
المؤمنون حقا لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق کریم سے آیت بطور شہادت
تلاوت کی بڑی جرأت کی نہ علما کی گرفت و گیر کا اندیشہ رکہا۔ ورنہ خدا جیسے کے مذہب سے یر کا خوف
کیا ملا کو جب پوچہیگی اجی عبدالحی صاحب تمنے انکو مومن حق ہیں اور انکو خدا پاس بڑے بڑے درجے
ہیں اور انکے واسطے جنت کا رزق ہے کہا سو کس دلیل سے کہا اہل سنت کا قاعدہ متفق علیہا ہے کہ جن
لوگ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی آن کے سوائی دوسروں کو جنتی کہنا جائز
نہیں سو اسکا کیا سبب خلاف کیا اسکا کیا جواب دیگے دیکہو امام محی السنۃ تفسیر معالم التنزیل میں الم تر
الی الذین یزکون انفسہم کے تحت میں کہا وقال عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ
عنہ ہو تزکیۃ بعضہم لبعض انتہی یعنے اس آیت میں اس بات کی مذمت ہے جو یہود نصاری
کرتے تھے وہ آن کے بعض لوگ بعض دوسروں کی پاکی اور بزرگی بیان کرتی ہے۔ اور اسی تفسیر میں ہے کہ
ام العلاء نام ایک بی بی انصار کی تہی سو انہوں نے حضرت عثمان بن مظعون کو بعد قبض روح آن کے دیکہی سو
کہی میں گواہی دیتی ہوں بیشک اللہ نے آپکو بزرگی دی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اس
قول سے منع فرمایا اور کہا کیا چیز تجہکو معلوم کروائی یہ بات پہر کہا میں بیشک امید وار ہوں
اسکے واسطے خوبی کا اور قسم خدا کی میں نہیں جانتا ہوں حالانکہ میں اللہ کا رسول ہی ہوں کہ اللہ تعالے
میرے ساتہ کیا کریگا اور نہ ایسے کیا معنی بہی کبہی اسکی قسم میں اسپر کیسا ہی تزکیہ کرونگی انتہی اس حدیث کو
ہمنے بطور اختصار و تلخیص کے بیان کیا ہے سبحان اللہ عجب بی حیا جو کہ یقین یوں کہنا بغیر سند

یعنی خدا کے پاس بہ
دل ایسے پاک ہیں اور نیا
مردہ سے پاک دین کہنا بغیر اعلام
الہی کے ۱۲ منہ

کرنے قول خدا و رسول کے منع ہو تو دوسرے کے حق میں اس سے بڑھکر کہنا کسطرح جائز ہوگا اور صحیح

مسلم کے باب تالف قلب من یخاف علی ایمانہ میں قول سعد انی لاراہ مومنا فقال الرسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او مسلما کے تحت میں امام نووی نے فرمایا وفیہ انہ لا یقطع

لاحد بالجنۃ علی التعیین الا من ثبت فیہ نص کالعشرۃ واشباھہم

ھذا مجمع علیہ عند اہل السنۃ واما قولہ صلی اللہ علیہ وسلم او

مسلما فلیس فیہ انکار کونہ مومنا بل معناہ النہی عن القطع بالا

یمان وان لفظۃ الاسلام اولی بہ فان الاسلام معلوم بحکم الظاہر

واما الایمان فباطن لا یعلمہ الا اللہ عز وجل انتہی ترجمہ اس حدیث میں
دلیل ہے اس بات پر کہ یقین نکیا جاوے واسطے کسی کے حصول جنت تعیین کے طور پر مگر انہیں لوگ کیواسطے
کہ جنکے حق میں نص ثابت ہو چکی ہے جیسے عشرہ مبشرہ اور جو انکے مانند ہیں نص کے وارد ہونے میں یہ بات
اہل سنت کے پاس مجمع علیہ ہے ولیکن قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا او مسلماً سو اس قول میں اس شخص کے
مومن ہونے کا انکار نہیں بلکہ معنا اسکا منع کرنا ہے کسیکو مومن سمجھنے سے یقینی کے ساتھ اور بیشک لفظ اسلام
کا اسکے واسطے اولی ہے یعنے کوئی شخص ایمانکا دعوی کرتا ہے اور ارکان اسلام بجالاتا ہے تو اسکو یقینی کے
ساتھ مسلمان کہا جاسکے کیونکہ اسلام اسکا معلوم ہے بسبب ظاہر ہے ولیکن ایمان سو وہ باطن ہے اسکو اللہ کے
سوا کوئی نہیں جانسکتا ہے انتہی پھر عبد الحی صاحب نے وجودیہ کو تعیین کے ساتھ جنتی کہے سو بہت
بیجا کئے دیگر جب ایک صحابی دوسرے صحابی کا حال بچشم خود دیکھ کر بھی اسکو البتہ مومن سمجھتا ہون
کہے سو اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہو تو یہ صاحب نے وجودیہ کا نہ حال دیکھے و نہ
انکی چال چلن دیکھے سو اقوال منافی ایمان دیکھے پھر اسقدر انکے حق میں بڑے درجے کے جنتیوں کے ساتھ
جنت میں داخل ہونے کی گواہی دی سو اس حشر پر خسارہ کو کیا کہئے عبد الحی صاحب بھی تو وجودی اور

فرد یگانہ قطب زمانہ کے خلیفہ خوش سلیقہ ہین انکی احتیاط شدید سے وجودیہ کی اعتنا شہید جا قلوب
بیہ بدیر ہو جاتی ہی اور وہ جو کہ وجودیہ حق تعالے کو عالم سے وراء الوراء ثم وراء الوراء جانتے ہین یہہ بات انہی کی
پہلی تحریر کی اور وجودیہ کی تحریرات کے صاف مخالف ہی ہینے وجودیہ کے اقوال جو کہ ابطال ان سے ہین اسکا
بطلان ظاہر ہے اجی عبدالحی صاحب جبکہ تم ہی عالم کی عینیت مین وجودیہ کے قائل ہو پہر اللہ تعالے کو عالم سے
وراء الوراء ثم وراء الوراء کہنا کسطرح صحیح ہوگا اجی عبدالحی صاحب یہہ بات شہودیہ کی ہی نہ وجودیہ
کی شاید یہہ صاحب کو وجودیہ او شہودیہ کی باتون مین پوری تمیز حاصل نہو گی یا فقط عوام فریبی
ارادہ سے ایسا لکھدئے ہونگے غرض اب ہم مولوی عبدالحی صاحب سے پوچھتے ہین کہ تمہارے پیشوایون نے
شرک خفی سے بچنے کے لئے ایک وجود کے قائل ہوئے پہر عالم وحق کی عینیت کے قائل ہوئے ہ غیرتش در
جہان نگذاشت ؛ لاجرم عین جملہ اشیا شد ؛ اور ہ مارحق وحق زمانیست جدا ؛ نیک ہم
در خدا و در جملہ خدا ؛ اور ہ ظہرنا بعد ما کنا خفیا ؛ وصرنا الآن کل الکائنات
وغیرہا جو آگے مذکور ہوچکے اپنے کتابون مین لکھکر شرک جلی مین بلکہ کفر غلیظ مین پڑگئے سو اسکو
کیا کہوگے واہ خوب شد مینڈک حلال جہینگا مکروہ مگر پس جیت چھوئے کا جھوٹا حرام ہے پس تمہاری
دا بر کنی ہوئی فر من المطر ووقف تحت المیزاب کی مثال تمہارے ہی پر الٹ
پلٹی ہی ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ قولہ ای سفو یہہ باتین توحید اسرار مین
بغیر استاد کے کیون معلوم ہوا ایک ادنی علم و ہنر بغیر اس فن استاد کے ہاتہہ نہین لگتا ہے منکرین جیتے
کہ اپنے چند علوم ظاہر کی قوت سے معلوم کرین یہہ محال ہے جواب اجی عبدالحی صاحب ذرہ تو تہہ گرد
گستہ سو وغیرہا کو خدا کی ذات کے صورتین سمجھنا او رب اور خدا کو حقیقت مین ایک ہی جاننا
فرعون کے خدائی دعوے کو جاننا خدا تعالے کو مختار کہنا جائز نہین کیونکہ وہ اپنی اختیار سے کوئی کام نہین کرتا
کہنا اور سارے پیغمبرون پر خصوصا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن عربی کو فضیلت دینی اور بھی

ایسے کفریات جو ہمارے رسالے تنبیہ الضالین یا تقامع الملحدین و صمصام الاسلام وغیرہا میں اور صون العقاید اور مخافت الملحدین اور رسالۂ ملا علی قاری محدث وغیرہا میں بکثرت نقل کیے ہیں سے ظاہر ہے جو کیا یہ سب عقیدے اسرار میں شامل ہیں جو عوام کو بتانا منع ہے بلکہ ان میں وہ باتیں ہیں جنکو خود ان پیشواؤں نے بھی کفر کہا ہے سب بدیہی اسرار و رموز کے باطل ہیں ان کو اسرار کہنا ہی غلط ہے اور جو عقیدہ کہ عقل و شرع سے بعید ہو اسکا ماننا ضروری نہیں مگر اینکے یہ باتیں اسرار اور رموز اطوار عقل سے ورے ہیں جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی نے کہا ہے کہ تمہارے مرشد نے غایۃ التحقیق میں نقل کئے استاد کسطرح پڑھ سکوگے جو بات کہ عقل کے سہے ہوا اسکا پڑھنا پڑھانا کیونکر ہو سکیگا خاک پڑے ان جھوٹوں کے منہ پر عوام کو فریب میں لا کیا کیا بناوٹیں کرتے ہیں **قولہ** بہتر مذہب وہابی جو گمراہ ہوا اسکا یہی سبب ہے کہ انہوں نے مجتہدین اہل سنت کی شاگردی اور تقلید چھوڑ دی چاہا کہ قرآن و حدیث کے احکام اپنی سمجھ سے نکالیں **جواب** لعینہ یہ تمہارے پیشوا وجودیہ کا حال ہے کہ انہوں نے اہل سنت کے مجتہدین جیسے امام اعظم و امام شافعی وغیرہما ہیں انکو قشری اور حقیقت و عشق حق عاری ٹھہرا کر انکی تقلید چھوڑ دی اور ان پر طعن کیے جیسا کہ انہی کا ایک فقیہ کہتا ہے **شعر** عشق را بوحنیفہ درس نگفت ؛ شافعی را درو روایت نیست ؛ مالک از کان عشق بیخبر است ؛ حنبلی را درو روایت نیست ؛ اور یہ حضرات سارے دو وجود کے قائل ہیں[1] یعنے وجود خدا جدا اور وجود عالم جدا ہیں سو ان کے خلاف میں وجودیہ ایک ہی وجود کے یعنے عالم و اللہ کا ایک وجود ہونے کے قائل ہوا قرآن و حدیث کی تفسیر و شرح میں اہل سنت کے مفسرین او محدثین کا خلاف کرکے اپنی ناقص عقل سے معنے گھڑکے اہل سنت کے دستے میں آ گئے ہیں سو ظاہر ہو گیا ہے اسیواسطے ہمارے پیشواؤں نے وجودیہ کو بہتر مذہب میں داخل کرکے نام اس فرقہ کا اتحادیہ رکھا ہے جیسا کہ علامہ علی ابن ابی العز حنفی نے شرح عقیدہ طحاویہ اور امام ابن القیم نے اغاثۃ اللہفان میں لکھا ہے **قولہ** غرض یہ اسرار کے باتیں منکروں سے ظاہر کرنا گویا اسرار کو ضائع کرنا ہے **شعر** سر سلطان بول مت ہر کس کے ساتھ ؛ مکھیوں سے

[1] جیسا کہ تمہارے مرشد نے غایۃ التحقیق میں لکھا ہے ۱۲

تاکہ بچا کر یہہ ثابت ہو کہ انکی یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی دو سبب سے مسلمان بہی شک مین پڑجاتے
ہین اب عقیدہ راز کا کہولنا اور ملحدون اور منکرون کی غلط فہمی کہ جسکے سبب سے الحاد و انکار مین پڑ گئے
ہین سو اسکو ظاہر کرنا مزید برآں وہ یہہ ہے کہ صوفیہ سمجہے تہے کہ وجود ایک ہی وہ خاص اللہ ہی کو ہے سو
انہون نے عالم کی من حیث ذاتہ نیستی ثابت کئے اسمین عالم اور خدا ایک نہین ہوتے ہین پس منکرین اور
ملحدین جو عالم کو ہست ہی جانتے ہین سمجہہ گئے ہین کہ وحدت وجود کہنے سے عالم اور خدا کے وجود کو ایک
غرض حقیقت نہ پاکے بعضے لوگ اسکا انکار کر گئے اور بعضے ملحد اسکو حق جانکے الحاد اختیار کر گئے **جواب**
واہ عبدالحی صاحب نے بڑے دہوم دہام اور بہت شور و غوغا کے بعد اپنا عقدہ راز کہولے اور اپنی جیبی
بات لیکے سو دیکہیے تو **ضلت کالاسد بلت کالشاۃ** کا مصداق نظر آیا اجی عبدالحی صاحب
وجودیہ ایک وجود کے قایل ہین سو وجود مستقل خاص ہے اللہ کو اور عالم من حیث الذات نیست ہین
کہنا مقصود ہوتا اور عالم و اللہ کو حقیقت مین ایک ہی سمجہنا مراد نہوتی تو ؎ وحدت مطلق ہین
لیک جان سمجہہ بوجہہ دیکہیہ ؛ عالم و اللہ ایک سب سو وہی وہ سو سب ؛ ظاہر و باطن وہی واجب
و ممکن وہی کافر و مومن وہی دیر و حرم روز و شب ؛ اور ؎ ما ز حق و حق ز ما نیست جدا ہو بنگر ہمہ
خود خدا و در حیلہ خدا ؛ اور ؎ خوش آنکہ لباس وہم راشق بینیم ؛ حق را ہمہ خلق و خلق را بینیم بے
آنکہ شود قید حجاب اطلاق ؛ در ضمن مقیدات مطلق بینیم ؛ اور ؎ دید کہ عالم ز سمک تا سما ؛
نیست بجز واجب ممکن نما ؛ وغیرہا جو ملحدی وحدۃ الوجود کے بیان مین گذرا کاہی کو بکتے اور ایسے کفریات
کی ہٹی کس لئے بیچتے ؛ اجی عبدالحی صاحب عالم کو بالذات نیست سمجہکر اسکے وجود کو اعتبار نکر کے
خدا کے ہے وجود کے قائل رہنا موحد وجودیہ کا اعتقاد ہے اسکو ابن عربی کے اتباع کے وحدۃ
الوجود مین کیون ملاتے ہو عوام کو فریب دیکے انکے ایمان کو ناحق کیون برباد دیتے ہین لا **قولہ**
اگر کہین کہ جب عالم بالذات نیست ہی تو اب جو ہست ہے سو وہ ہستی کیسی ہے یہ معلوم کیجئے کہ متکلمین

سے کہتے ہین کہ بروجود اسکے سوا عالم کے لئے ایک علیحدہ وجود ظلی ہی اور عالم و خدا مین سوا اضافت اور مصنوعیت کے کوئی نسبت ثابت نہین سو اس قول سے یہ نقصان لازم آتا ہی کہ عالم حدوث مین خدا کا محتاج ہی پر بقا مین محتاج نہین جیسے کوزے کے بقا کے لئے کوزہ گر کا بقا شرط نہین **جواب** یہہ سوال بوجود یکہ بیا د کا عقد کھولے سوا اسپر وارد ہوا اسکا جواب انہین کے طرف دینا ضرور تھا متکلمین اور شہودیہ کے اعتقاد کو اول بیان کرنیکی کیا حاجت تھی اور کیا اسکا مقام تھا غرض متکلمین کے اعتقاد پر عالم حدوث مین خدا کا محتاج بقا مین محتاج نہین رہنے کا نقصان لازم آتا ہے کہنے کے جو کہے تمہارے قصور فہم کا سبب ہے کیونکہ عالم جب حدوث مین خدا کا محتاج ہی تو بقا مین بھی محتاج رہنا ضرور ہے اسلئے کہ کوئی مخلوق اپنی بقا کا خالق نہین پس جسطرح اسکو حصول وجود اللہ کے ایجاد سے ہے ویسا ہی حصول بقا بھی اسکی ابقا سے ہے کوزہ گر کی مثال وجود مصنوع وجود صانع پر دلالت کرنیکے باب مین ہے نہ بجمیع وجوہ اسکی صنعت کو خدا کی صنعت کا متساوی سمجھکر عالم کو قیاس کرنا محض نادانی بلکہ مذہب ابا حی ہے۔ ابھی صاحب اس اعتقاد کو کیا سمجھے ظلی وجودیہ کے سوا سارے اہل سنت مجتہدین اور متکلمین اور فقہا و محدثین و خود صوفیہ متقدمین کا بھی یہی اعتقاد ہے جیسا کہ امام ربانی اپنے مکتوبات کے ایک سو سا ٹھوین مکتوب مین پہلی جلد کے فرماتے

وایں بزرگواران در جمیع معتقدات کلامیہ کہ بموفق کتاب و سنت و اجماع ثابت شدہ اند بعلماء

اہل سنت و جماعت متفق اند و فرق نیست درمیان متکلمین و ایشان الا آنکہ متکلمین بعضی را علمائ

و استدلالی دریافتند و ایشان کشفی و ذوقی ایضاً این بزرگواران عالم را بحق سبحانہ بغایت

تنزیہ ہیچ نسبت اثبات نمیکنند و جمیع نسب را سلب میکنند تکییف العینیۃ والجزئیۃ تعالیٰ شانہ

الا نسبت مربوبیت و مجبوریت و مصنوعیت بلکہ در غلبۂ حال این نسبت را ہم گم میکنند این زمان

بفناء حقیقی مشرف شدہ قبول تجلیات ذاتیہ پیدا میکنند و مظہر تجلیات بے نہایت میگردند انتہی

یعنی مکتوبات امام ربانی جلد اول

پس اس سے معلوم ہوا کہ وجودیہ اگر سچے صوفیہ ہوتے تو صوفیۂ متقدمین اور ائمۂ دین کا خلاف نکرتے
اور اُنکے اعتقاد حق پر حرف نہ دہرتے **قولہ** اور شہودیہ کہتے ہین کہ عالم کے لئے وجود ظلی غیر وجود حق
ایک ثابت ہے عکس شخص سے قائم ہے پس عالم کے ظلیت کے قائل ہوئے ہین **جواب** یہہ بات غلط ہے تحقیق
سے ایسا لکہدئے پیشوائے شہودیہ امام ربانی کے بعض مکتوبات کو دیکہہ کر بعض لوگ ظلیت کے
قائل ہوکے لکہدئے سو اسکو باور کرکے عبدالحی صاحب بہی لکہدئے بعد اسکے اس اعتقاد سے رجوع کر گئے
سو دوسرے مکتوبات کو نہ دیکہے غرض امام ربانی اس اعتقاد سے رجوع کر گئے سو پہلی جلد کے ایک سو
ساٹہوین مکتوب مین فرماتے ہین چون بمقام ظلیت رسید خود را و عالم را ظل یافت چنانکہ طائفہ ثانیہ
بآن قائل اند بعدہ فرماتے اتفاقاً از کمال عنایت و غریب نوازی از ان مقام ہم بالا بردند و بمقام
عبدیت رسانیدند این زمان کمال این مقام در نظر آمد و علو آن واضح گشت و از مقامات گذشتہ
تائب و مستغفر شد انتہی اور تیسری جلد کے ایکسو بارہوین مکتوب مین فرماتے ہین **سہ** ممکن چہ بود
کہ ظل واجب باشد و واجب تعالی را چگونہ ظل بود کہ ظل موہم تولید بمثل است و منبی از شائبۂ عدم
کمال لطافت اصل - تا اینجا فرمود ہیچ مخلوق ظل خالق خود نیست و غیر از مخلوقیت ہیچ بخالق
تعالی ما و شما آن نسبت کہ شرع بیان وارد است ندارد انتہی **قولہ** اور صوفیہ وجودیہ ظلیت
کے قائل رہکے کہتے ہین کہ عالم کو بالذات کسی نمط کا وجود نہین مگر وجود حق سے موجود ہے
جیسے در و دیوار جو ظلمت رکہتے تہے روشنی آفتاب سے ہی روشن ہین نکہ انکے واسطے ایک روشنی
علیحدہ ہے **جواب** اس قول مین کئی قباحتین ثابت ہوتی ہین - پہلی یہہ کہ تم کہتے ہو موافق شہودیہ
بہی ظلیت کے قائل ہین تو اس قول سے وجودیہ اور شہودیہ کا ایک اعتقاد ہونا لازم آتا ہے
کیونکہ جب ظلیت کے دونو قائل ہوئے تو دونو کے پاس عالم کو بالذات کسی نمط کا وجود نہ ہوا وجود
حق سے ہی موجود ٹہرا کقیام الظل بالاصل پس وجودیہ اور شہودیہ کا ایک اعتقاد ٹہرتا ہے یہہ

صاف غلط ہے علاوہ اسکے اس قول سے دو وجود ثابت ہوجاتے ہین ایک وجود ذاتی و اصلی دوسرا وجود
ظلی پھر تحقیقات وحدت وجود بھی باقی نہین رہتا دوسری یہہ کہ اس قول سے عالم قدیم ہونا لازم آتا ہے کیونکہ
ظل قدیم کا قدیم ہونا ہی ضرور لان الظل لا ینفک من الاصل یہہ بات تو صاف کفر ہے اور
فلاسفہ کا اعتقاد ہے امام محمد غزالی نے اور دوسرے علمانے بوعلی سینا اور فارابی وغیرہما کے تکفیر کی ہے بسبب
قائل ہونے انکے کہ بعض اشیا عالم قدیم ہین جیسا کہ جواہر الحقایق مین تمہارے مرشد نے لکھا ہے تیسری
یہہ کہ جمیع عالم خدا کا مثل ہونا لازم آتا ہے جو ظل شئی مثل و شبیہ اسکے ہے لیس کمثلہ شئی
کی آیت رد ہوتی ہے پس یہہ بھی صاف کفر ہے چوتھی یہہ کہ ذات باریتعالے کا کثیف ہونا لازم آتا ہے
جیسا کہ امام ربانی ظلیت کے رد مین فرماتے سو قریب گذرا کیونکہ ظل کو کثافت اصل لازم ہے
یہہ بات بھی بہت بد ہے پانچوین بات یہہ کہ عبد الحی صاحب نے وجودیہ کی وحدت وجود کی تمثیل در و
دیوار اور روشنی آفتاب کے ساتھہ جو دی ہے اس سے انکی کم علمی اور سوء فہمی ظاہر ہوتی کیونکہ در و
دیوار کا وجود نہ آفتاب کا وجود ہے نہ اسکا عکس و ظل ہان اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ در و دیوار کی
رنگت جو ظلمت مین پوشیدہ تھی آفتاب کے روشنی سے ظاہر ہوتی ہے نہ یہہ کہ روشنی آفتاب کی
در و دیوار کا رنگ ہے اور اسکا وجود یہہ بات تو جہلا بھی پسند نکرینگے چہ جا عقلا قولہ اس وجود
ظلی اور وجود حق مین نسبت عینیت کی ہے و الا قیوم کی معنی پوری حاصل نہین ہوتی اور توحید
کامل نہین ہوتی جواب ظل شئی عین شئی نہین ہے تا نسبت عینیت انکے درمیان پائی
جاوے کیونکہ سایہ کسی چیز کا اگر نجاست پر پڑے تو وہ چیز نجس ہوگئی کرکے کوئی نہین کہینگے ویسا ہی
جو معاملہ کہ اس سایہ کے ساتھہ ہوگا اسکو شخص کے اصل کے طرف ہرگز نسبت نکرینگے پس دعوی
عینیت کا باطل ہوگیا و لو بالفرض ظل اور اصل مین نسبت عینیت کو مانین تو بھی ہمارے قول سے جب
ظلیت باطل ہوچکی اسکے ساتھہ نسبت عینیت بھی باطل ہوچکی - اور وجود الا قیوم کی معنی

پوری حاصل نہین ہوتی اور توحید کامل نہین ہوتی سو یہہ صاف باطل ہی کیونکہ معنا قیوم کا شاہ ولی اللہ صاحب نے ہلو تدبیر کنندہ عالم کر کے فتح الرحمن مین آیت الکرسی کے ترجمے مین فرمایا اور موضح القرآن مین سب کا تہامنے والا کر کے کہا اور بیضاوی مین لکہا اذ القیوم هو القائم بنفسه المقيم لغيره یعنے قیوم وہی ہے جو اپنی ذات سے قائم رہنے والا اور اپنے غیر کو قائم رکھنے والا ہووے پس قیوم کا معنی پورا حاصل ہونیکے لئے عینیت کی نسبت عالم و حق مین ثابت کرنیکی حاجت کیا اور اس سے کیا علاقہ بلکہ غیریت کی نسبت ثابت کرنی ضرور ہے کسلئے کہ قیوم قائم بنفسہ مقیم لغیرہ ہے پس قیومیت اللہ تعالی کی عالم کے غیریت کی مقتضی ہے نہ عینیت کی پس برعکس سمجھے اعالم و اللہ مین ثابت کرنی عبدالحی صاحب کا اعتقاد منحوس اور دل معکوس ہوجانے پر صاف دلالت کرتا ہے قولہ عالم کو دوسرا وجود ثابت کرنے مین اندیشہ شرک کا ہے بہائیو یہہ تو کمال توحید اسکو سمجھنے کے واسطے عقل سلیم اور علم معرفت ضرور ہے اس مین عالم اور خدا ایک کہان ہوتے ہین معاذ اللہ من ذلک انتہی جواب وجود ذاتی اور مستقل عالم کو سے سمجہنا البتہ شرک اکبر ہے شرک خفی کا کیا ذکر برخلاف اسکے کہ عالم کو وجود لغیرہ اور غیر مستقل ثابت کرنا ضروریات دین سے ہی وگرنہ انزال کتب و ارسال رسل و جزا و سزا وحشر و کتاب سب کا ابطال لازم آتا ہی یہہ تو اکبر کفر ہے وجود یہ شرک خفی و ہمی سے بچنے جا کے کفر اکبر مین گر پڑے فر من المطر و وقف تحت الميزاب کے مصداق بنے حاجی عبدالحی صاحب تم خود وجود ظلی عالم کے لئے ثابت کئے سو اس سے بھی دو وجود ثابت ہوجاتے ہین پہر تم شرک سے کہان بچے باتین باوجود ایسے جہوٹ اور غلط اور متناقض ہونے کے بہائیو یہہ تو کمال توحید ہے اسکو سمجھنے کے واسطے عقل سلیم اور علم معرفت ضرور ہے کہنا ایسا ہی جیسے کوئی نیم ملا ؏ چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا ٭ الا یا ایها الساقی ادر کاسا وناولہا ٭ کی بیت اپنے استاد احمق سے سنکر جاہلون اور بچون کے سامنے بڑے فخر سے پڑہے اور کہے کہ یہہ بیت کیا صحیح ہے اور اسکا مضمون کیا عمدہ اور

وزن اسکا کیا درست ہے بعض لوگ اسپر انکار کرتے اور ہنستے ہین سو انکو کیا معلوم اسکو سمجھنے
بڑا علم چاہئے اور عقل سلیم ضرور ہے۔ یا سعادت ناداں کو اسقدر خبر نہین کہ زلیخا جامی کی کتاب ہے نہ شیخ
سعدی کی لکھے ہین کہنا کس طرح صحیح ہوگا اور زلیخا مین الا یا ایہا الساقی کا مصرع کہان ہے، وہ تو دیوان
حافظ کا مصرع ہے؛ حافظ کا قول ہے نہ سعدی کا اور سوا اسکے وزن پہلے مصرع کا اور سا اور
ثانی کا جدا غرض باوجود اتنی غلطی اور ایسی حماقت کی بات رہنے کے اسکی تعریف کرنی اور اسکے
اور اسکے جانچنے کو عقل سلیم اور علم و معرفت ضرور رہا کہنا کسقدر حماقت ہے سو عاقلون پر پوشیدہ نہین
اجی عبدالحی صاحب وجود کے قائل متکلمین اور مجتہدین جو چارون امام وغیرہم ہین سو خود تمہارے
مرشد نے غایۃ التحقیق مین لکھے ہین سو دیکھتے ہو وجود ثابت کر نہین شرک سمجھا اور ان کے
اعتقاد مین شرک کا اندیشہ اور عالم بقا مین خدا کے محتاج نہ رہنے کا نقص جو صاف کفر ہے لازم آتا
ہے نہ کسی کے پھر جو بیسوین ہشت کے صفحے مین قول فصل کے نیچے عوام کو عقاید و اعمال مین
آراے صحابہ علماے متکلمین اور ائمہ مجتہدین کے تابع رہنا ضروری بات ہے اور انکا امت پر بڑا
احسان ہے، لکھے اور آپ جن لوگ کے اعتقاد کو برا ٹھیرایا اسی طرف لوگ کو ترغیب دیئے یہ ایسی
خبطی تحریر اور نکمی تقریر پر نازان رہنا سعادت مندان دین کو کچھ کا کچھ کہنا نری جہالت اور بد بختی
ضلالت ہے۔ غرض اس رسالہ مین ملحدی وحدۃ الوجود کا باطل کرنا۔ اور راس وحدۃ الوجود کو
ابن عربی اور اسکے تابعین کو داخل کرنا۔ اور ان سے موحد صوفیہ کو جدا کرنا۔ اور ان کے اور ان
معروف کو علیحدہ کرنا۔ اور اہل سنت مجتہدین و متکلمین کے اعتقاد کا اثبات بدلایل۔ و دفع اعتراض
واہیہ لاطائل و ما یتعلق بہا جو اہم مطالب و الله مارب تھا بفضلہ تعالی و تائیدہ بڑی خوبی کے
ساتھ بیان ہوا۔ سو حق جو کی دلون کو باعث اطمینان ہوا۔ باقی انکی ہوائی تحریر و پریشان تقریر
کے طرف رجوع ہونا عمر اور اوقات عزیز کو ناحق کھونا۔ وہ جو عبدالحی صاحب نے اپنے مدیح میں بعینہ رد زلیخا کو

لکھے کہ کسی نے اس رسالے کا رد لکھنا چاہا تھا تو اسکو قسم ہے اس واحد حقیقی جل جلالہ کی وحدانیت کی
کہ اس رسالے کے ہر ہر فقرے کا جواب لکھے - یہہ بھی انکی ایک بات حماقت وجہالت سے مملو ہے مانند دوسرے
اقوال مردودہ مذکورہ - کیونکہ ہر ایک عاقل وعالم کو معلوم ہے کہ اگر کسی نے کسی مخالف کا رد کرنا ہے تو اسکے
رسالے سے جو بات اپنے مذہب اور مطلب کے معارض ومخالف پاتا ہے اسیکا رد کرتا ہے - اور اسی پر
انگشت اعتراض دہرتا ہے - خواہ ہر ہر فقرے مین ہو یا بعض بعض مواضع مین لیکن یہہ شروط
وارکان مین داخل نہین کہ کسی کا رد لکھے تو اسکے ہر ہر فقرے کا رد لکھے وگرنہ وہ رد رد مین شمار
نہین اور عاقلون کے پاس قابل اعتبار نہین معاذ اللہ یہہ بات سواے احمق ونادان کے ہرگز دوسرا
کوئی نکہیگا - ابھائیو ہمنے ید بیضا دے صفحے کے رد مین قلم کو روک روک کے چلایا سو بھی یہ نتائج
پہنچا اگر اس سے بڑھکر لکھون تو اسکا چھپوانا دشوار ہوگا اور دیکھنے والونکو بار - تسپر پورے رسالے کا رد لکھنے
کی نہ ضرورت ہے نہ ویسی حاجت بلکہ پورے رد کی طرف رجوع ہونے مین تحصیل حاصل ہے - اور بیکار
لاطائل - ہان اگر کسی کو آرزو ہو کہ ہمارے علم وحقانیت کا اور بھی زور دیکھین - اور ہمارے تحریر کا
آئین وطور دیکھین چاہئے کہ اقرار واثق اسکے چھپوانے کا کرین تب دیکھین اللہ کے حول وقوت سے
پورے ید بیضا کا رد کسطرح ہوتا ہے - اللہ تعالی سب سنیونکو توفیق تحقیق کی دیوے اور تعصب اور طرفداری
سے دور رکھے هو ولی التوفیق وبیدہ ازمة التحقیق وصلی اللہ علی نبیہ محمد وآلہ
واصحابہ ذوی التحقیق والتدقیق ٭ تمت هذه الرسالة المفیدة الموسومة
بمهر النبوت فی رد الرسالة التی صنفها عبد الحی الوجودی فی اثبات وحدة
الوجود الموسومة ید بیضا واثبتها باقوال مغشوشة ودلائل مخدوشة فردت
تلك المسئلة القبیحة بدلائل واضحة صحیحة سنة وثمانین بعد الالف
والمائتین من الهجرة النبویة علیه افضل الصلوات والتسلیمات

قطعۂ تاریخ رسالۂ مہر نبوت

للہ الحمد یہہ رسالہ اب — بہت اچھا بنا بہت بے عیب

اسکے تاریخ کے سلئے دل مین — اسطرح سے ندا ہوئی از غیب

لکفرِ والحاد کا اڑا سر بول — یدبیضا کا رد ہوا لاریب

۱۲۸۶

قطعۂ ثانی

ہوا جب کہ مہر نبوت تمام — کہلا تب ملاحد کا مکر و فریب

جواہر جوابات اسکے سکے جب — بہت خوب لکھے کچھہ نتھا نمین عیب

کہا منہہ سے تب جوہری دین کا — یہہ مہر نبوت ہے بے شک و ریب

۱۲۸۶

[illegible]

تمت

بتاریخ یازدہم جمادی الثانی ۱۲۸۶ھ ہجرے نبوی صورت انجام گرفت